

حضرت پیر سید وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی حالات زندگی پر خوبصورت کتاب



سیرت

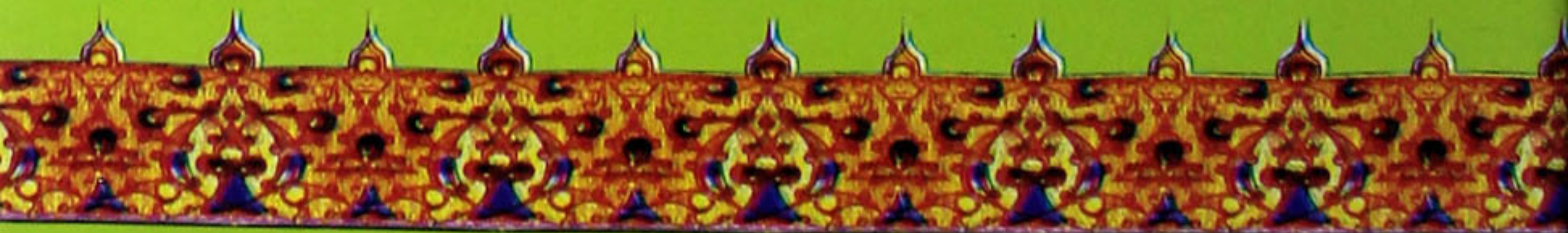
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حضرت پیر سید وارث شاہ



اکبر پبلشرز لاہور

عزیز قادری



حضرت پیر وارث شاہؒ کی حالات زندگی پر خوبصورت کتاب

سیرت

حضرت پیر وارث شاہؒ
رحمۃ اللہ علیہ

تالیف
محمد حسین قادری

اکبر پبلشرز

زمین پبلشرز، اردو بازار لاہور Ph: 37352022

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

حضرت سید وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ

محمد حسیب القادری

اکبر بک پبلشرز

600

120 -

نام کتاب:

مصنف:

پبلشرز:

تعداد:

قیمت:

..... ملنے کا پتہ

اکبر بک پبلشرز

Ph: 042 - 7352022
Mob: 0300-4477371

ٹریڈ سینٹر ۴۰ اردو بازار لاہور

انتساب

سلطان العارفين، راحت العاشقين، فقير الفقراء

حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ

کے نام

نہ بچا بچا کے تو رکھ تو اسے تر آئینہ ہے وہ آئینہ
 جو شکستہ ہو تو عزیز تر ہے نگاہ آئینہ ساز میں
 کبھی بہر سجدہ جو جھک گیا تو حرم سے آنے لگیں صدا
 ترا دل تو ہے صنم آشنا تجھے کیا ملے گا نماز میں
 نہ وہ عشق میں رہیں گرمیاں نہ وہ حسن میں رہیں شوخیاں
 نہ وہ غزنوی میں مذاق ہے نہ وہ خم ہے زلف ایاز میں

فہرست

صفحہ نمبر	عنوان
7	حرف آغاز
9	حمد باری تعالیٰ
11	نعت رسول مقبول ﷺ
13	دروود پاک کی فضیلت
19	مختصر تعارف
22	نام و نسب
27	ولادت باسعادت
30	تعلیم و تربیت
35	سعادت بیعت
37	حضرت شیخ بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمہ اللہ
43	سیر و سیاحت
44	عہد وارثی کی مذہبی و معاشرتی حالت
46	قصہ ہیرا راجھا کا سرسری جائزہ
56	قصہ ہیرا راجھا کی مقبولیت کی وجہ
63	ہیر وارث شاہ کی منفرد حیثیت
68	ہیر وارث شاہ کے کردار

70	ہیر لکھنے کی ترغیب
72	ہیر کب مکمل ہوئی؟
74	قصہ ہیر را بجھا کے دیگر لکھاری
79	”ہیر وارث شاہ“ اسرار و معرفت کا خزانہ
83	تصوف اور حضرت سید وارث شاہ <small>رحمۃ اللہ علیہ</small>
87	فلسفہ اور حضرت سید وارث شاہ <small>رحمۃ اللہ علیہ</small>
91	مدح پنجتن پاک بزبان حضرت سید وارث شاہ <small>رحمۃ اللہ علیہ</small>
93	پیر کامل اور حضرت سید وارث شاہ <small>رحمۃ اللہ علیہ</small>
96	حضرت سید وارث شاہ <small>رحمۃ اللہ علیہ</small> کی عاجزی
98	حضرت سید وارث شاہ <small>رحمۃ اللہ علیہ</small> کی دیگر تصنیفات
101	حضرت سید وارث شاہ <small>رحمۃ اللہ علیہ</small> کا منتخب کلام
141	حضرت سید وارث شاہ <small>رحمۃ اللہ علیہ</small> کا وصال
142	فرمودات
145	حضرت سید وارث شاہ <small>رحمۃ اللہ علیہ</small> کے معاصرین
160	کتابیات



حرفِ آغاز

اللہ عزوجل کے نام سے شروع جو نہایت مہربان اور رحم والا ہے اور حضور نبی کریم ﷺ ان کی آل اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر بے شمار درود و سلام۔

ایمان کے دو حصے ہیں ایک صبر اور دوسرا شکر۔ احادیث نبوی ﷺ سے یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچتی ہے کہ یہ دونوں صفات اسمائے حسنیٰ میں سے ہیں اور اللہ عزوجل نے اپنا نام صبور اور شکور بتایا ہے۔ صبر اور شکر کی فضیلت اور حقیقت سے بے خبر رہنا گویا ایمان سے بے خبر رہنا ہے اور اللہ عزوجل نے قرآن مجید میں متعدد مقامات پر صبر اور شکر کی فضیلت بیان کی ہے اور صابریں اور شاکرین کی تعریف فرمائی ہے۔

صبر کے متعلق ارشاد باری تعالیٰ ہوتا ہے:

وَاصْبِرُوا إِنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ •

”اور صبر کرو بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔“

شکر کے متعلق ارشاد باری تعالیٰ ہوتا ہے:

وَسَنَجْزِي الشَّاكِرِينَ •

”اور شکر کرنے والوں کے لئے بہترین جزا ہے۔“

اللہ عزوجل کے برگزیدہ بندوں کا یہ وطیرہ رہا ہے کہ انہوں نے مصائب کے نزول پر صبر کیا اور ہر حال میں اللہ عزوجل کا شکر ادا کرتے رہے۔ اولیاء اللہ ﷺ، اتباع رسول اللہ ﷺ اور اتباع صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زندہ مثال ہیں اور اللہ عزوجل کے ان برگزیدہ بندوں

نے حضور نبی کریم ﷺ کی اتباع و پیروی میں کوئی کسر باقی نہ رکھی۔ لوگوں نے انہیں حضور نبی کریم ﷺ کی مانند تقید کا نشانہ بنایا، انہیں تنگ کرنے کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیا مگر انہوں نے حضور نبی کریم ﷺ کے جانشین ہونے کا صحیح حق ادا کیا اور انہوں نے لوگوں کی ایذا رسانیوں پر اُف تک نہ کیا بلکہ اپنے عمدہ اخلاق کے ذریعے لوگوں کو اپنا گرویدہ بنا لیا۔

ہم سے عبث ہے گمان رنجش خاطر

حاک میں عاشق کی غبار نہیں ہے

حضرت سید وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا شمار بھی ان برگزیدہ اولیاء اللہ رضی اللہ عنہم میں ہوتا ہے جنہوں نے دین اسلام کی ترقی و ترویج کے لئے برصغیر پاک و ہند میں اہم کردار ادا کیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی وجہ شہرت آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف ”ہیر وارث شاہ“ ہے جسے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے قبل لکھے گئے ہیرا نچھا کے تمام قصوں میں سب سے زیادہ مقبولیت حاصل ہے۔

ہماری بد قسمتی ہے کہ حضرت سید وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی سیرت پر کوئی مستند کتاب احاطہ تحریر میں نہیں لائی گئی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی سیرت کے متعلق مختلف قیاس آرائیاں کتب سیر میں موجود ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے حالات و واقعات تاریخ کی کتب کا حصہ نہیں بنے حتیٰ کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف ”ہیر وارث شاہ“ بھی اس قدر مسخ ہو چکی کہ اس میں بے شمار الحاقی اشعار شامل ہو گئے۔ زیر نظر کتاب ”سیرت حضرت وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ“ میں کوشش کی گئی ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی سیرت اور ہیر وارث شاہ کے مختلف پہلوؤں کو اجاگر کیا جائے۔ امید ہے قارئین کو میری یہ کوشش پسند آگئی۔

محمد حسیب القادری



حمد باری تعالیٰ

بندے سے تیری حمد خدایا مجال ہے
کچھ کہہ سکوں زباں سے مری کیا مجال ہے

روح عظیم خالق ارض و سما ہے تو
یہ بات طے شدہ ہے کہ بے شک خدا ہے تو

ہے تیری ذات مخزن اسرار کائنات
کس کا یہ منہ بھلا کہ گنا دے تیری صفات

مرگ و زوال خلق خود اس کا ثبوت ہے
جو خالق حیات ہے وہ لایموت ہے

وہ کل ہے جس کا جزو نہیں تجزیہ نہیں
ایسا اگر نہ ہو تو خود ہی ہے خدا نہیں

ظاہر ہے صاف رعب ترا ماہ و سال سے
گردش میں کل نظام ہی خوف جلال سے

تیرے لئے نہ کوئی زیاں ہے نہ کوئی سود
ظاہر ہر ایک شے ہے اس پر بھی بے نمود

ہر ذرہ اپنی اپنی جگہ کوہ طور ہے
عالم تمام عالم نور و ظہور ہے

نقش و نگار دامن لیل و نہار ہیں
خلافت کا تیرے عجب شاہکار ہیں

آنکھوں سے دید کا جو کسی کو خیال ہے
احمد رضی اللہ عنہ کی ذات آئینہ ذوالجلال ہے



نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم

میری جانب بھی ہو ایک نگاہِ کرم اے شفیع الوریٰ خاتم الانبیاء
آپ نورِ ازل آپ شمعِ حرم آپ شمسِ لضحیٰ خاتم الانبیاء

اے بُروں ازخُن شاہد ذوالمنن فخر و شان زمن سدبابِ مَحْن
نورِ حق من و عن مایہ جان و تن مرحبا مرحبا خاتم الانبیاء

اے جمیلِ الشیم اے امام الامم آپ ہیں صاحبِ جود و ابر کرم
ہستیِ معتنم ، قبلۂ محترم ، اے رسولِ خدا خاتم الانبیاء

اے فصیح البیاء ، اے بلغ اللساں ، اے وحید الزماں ماورائے گماں
آپ کا نور ہے از کراں تا کراں ، شاہد کبریا خاتم الانبیاء

مرسلِ مرسلاں ، سرورِ عرشیاں ، ہادیِ انس و جاں ، مقبلِ مقبلاں
آپ کی ذات ہے باعثِ کن فکاں رازِ ارض و سما خاتم الانبیاء

آپ ہیں حق نگر آپ ہیں حق رسا سدرۃ المنتہیٰ آپ کے زیرِ پا
آپ ہیں مظہر ذات رب العلیٰ رہبر حق نما خاتم الانبیاء

آپ فخر عجم آپ شانِ عرب آپ فضل اتم آپ فیضانِ رب
سرور ذی حشم شاہِ والانسب، مرتضیٰ، مجتبیٰ، خاتم الانبیاء

آپ ہیں وجہ تخلیق کون و مکاں آپ کے دم سے ہیں یہ زمیں و زماں
آپ ہیں بے نشانی کا بین نشاں اے شہِ دوسرا خاتم الانبیاء

آپ شاہد بھی ہیں اور مشہود بھی، آپ حامد بھی ہیں اور محمود بھی
آپ قاصد بھی ہیں اور مقصود بھی، اے حبیبِ خدا خاتم الانبیاء

آپ کے سر پر لولاک کا تاج ہے آپ ہی کو فقط فخر معراج ہے
آپ کے ہاتھ اسلام کی لاج ہے یا نبی مصطفیٰ خاتم الانبیاء

آپ نور الہدیٰ کنزِ خلق و ادب آپ نطقِ خدا آپ امی لقب
ہے جمیل آپ کے در کا ادنیٰ گدا، بجز جو دوسرا خاتم الانبیاء



درود پاک کی فضیلت

ایمان ملا ان کے صدقے قرآن ملا ان کے صدقے

رحمن ملا ان کے صدقے وہ کیا ہے جو ہم نے پایا نہیں

اللہ عزوجل نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ ۚ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ۝

”بے شک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر لہذا اے ایمان والو تم بھی ان پر درود اور سلام بھیجا کرو۔“

یہ آیت کریمہ مدینہ منورہ میں شعبان ۲ھ میں نازل ہوئی اس آیت مبارکہ میں اللہ

عزوجل نے اہل ایمان والوں کو حکم دیا کہ تم حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام بھیجو جس طرح میں اور میرے فرشتے ان پر درود و سلام بھیجتے ہیں۔

حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

إِنَّ الدُّعَاءَ مَوْقُوفٌ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ لَا مِنْهُ شَيْءٌ حَتَّى تُصَلِّيَ عَلَى نَبِيِّكَ

”بے شک دعا زمین و آسمان کے درمیان روک دی جاتی ہے جب

تک حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پاک نہ پڑھا جائے۔“

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

الدُّعَاءُ مُخَّ الْعِبَادَةِ

”دعا عبادت کا مغز ہے۔“

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

الدُّعَاءُ هُوَ الْعِبَادَةُ

”دعا عبادت ہے۔“

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ صَلَّى عَلَيَّ صَلَاةً وَاحِدَةً صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ عَشْرَ صَلَوَاتٍ

وَحُطَّتْ عَنْهُ عَشْرُ خَطِيئَاتٍ وَرُفِعَتْ لَهُ عَشْرُ دَرَجَاتٍ

”جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجے گا اللہ اس پر دس مرتبہ رحمت نازل

فرمائے گا اور اس کے دس گناہوں کو معاف فرمائے گا اور دس درجے

بلند فرمائے گا۔“

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بروز

محشر میرے سب سے زیادہ قریب وہ امتی ہوگا جو مجھ پر زیادہ درود بھیجنے والا ہوگا۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

الْبَخِيلُ الَّذِي مَنْ ذُكِرْتُ عِنْدَهُ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ

”بخیل ہے وہ شخص جس کے سامنے میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر

درود نہ بھیجے۔“

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ صَلَّى عَلَيَّ كُنْتُ شَهِيدَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

”جس نے مجھ پر درود شریف پڑھا قیامت کے دن میں اس کی شفاعت

کروں گا۔“

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

مَنْ صَلَّى عَلَيَّ يَوْمَ الْجُمُعَةِ تَمَانِينَ مَرَّةً غُضِرَتْ زُنُوبُهُ تَمَانِينَ
سَنَةً

”جس نے بروز جمعہ مجھ پر اسی مرتبہ درود پڑھا اس کے اسی سال کے
گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔“

وہ درود پاک ذیل ہے:

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ نِ النَّبِيِّ الْأَمِيِّ وَالِإِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلِّمْ
تَسْلِيمًا

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت
میں عرض کیا میں آپ ﷺ کی خدمت میں درود پاک پیش کرنا چاہتا ہوں میں اپنی عبادت
کا کتنا حصہ آپ ﷺ کے درود کے لئے مخصوص کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا جتنا تم چاہو۔
میں نے عرض کیا کیا ایک تہائی؟ آپ ﷺ نے فرمایا جتنا تم چاہو اگر تم زیادہ کرو گے تو
تمہارے لئے بہتر ہوگا۔ میں نے عرض کیا کیا آدھا؟ آپ ﷺ نے فرمایا اگر تم زیادہ کرو
گے تو تمہارے لئے بہتر ہوگا۔ میں نے عرض کیا کیا دو تہائی؟ آپ ﷺ نے فرمایا اگر تم
زیادہ کرو گے تو تمہارے لئے بہتر ہوگا۔ میں نے عرض کیا میں اپنی عبادت کا سارا وقت ہی
آپ ﷺ پر درود کے لئے مخصوص کرتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اگر تم ایسا کرو گے تو یہ
تمہارے لئے کافی ہوگا اور تمہارے گناہوں کو مٹا دے گا۔

عشق او سرمایہ جمعیت است

ہچو خوں اندر عروق ملت است

اللہ عزوجل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی جانب وحی فرمائی اے موسیٰ علیہ السلام! اگر تم

چاہو کہ میں تمہارے اس قدر نزدیک ہو جاؤں جس طرح تمہارا کلام تمہاری زبان کے

نزدیک ہے اور تمہارے دل کی دھڑکن تمہارے دل کے قریب ہے اور تمہاری روح تمہارے جسم کے قریب ہے اور تمہاری بصارت تمہاری آنکھ کے قریب ہے اور تمہاری سماعت تمہارے کان کے قریب ہے اور تمہاری جان تمہاری شہ رگ کے قریب ہے تم میرے حبیب ﷺ پر درود پڑھا کرو۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے جو حضور نبی کریم ﷺ پر ایک مرتبہ درود پاک پڑھے اللہ عزوجل اور اس کے فرشتے اس پر رحمتیں بھیجتے ہیں۔
حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا تم اپنی مجالس میں مجھ پر درود پاک پڑھ کر دو اور تمہارا درود پاک پڑھنا بروز محشر تمہارے لئے نور ہوگا۔

الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ
وَعَلَىٰ آلِكَ وَأَصْحَابِكَ يَا حَبِيبَ اللَّهِ

حضرت عبدالرحمن بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا میں نے آج رات عجب منظر دیکھا کہ میرا ایک امتی پل صراط سے گزرنے لگا کبھی وہ چلتا تھا اور کبھی وہ گرتا تھا اور کبھی وہ ڈگمگانے لگتا تھا پھر اس کا مجھ پر پڑھا ہوا درود پاک آیا اور اس نے اس امتی کا ہاتھ پکڑ کر اسے پل صراط پر کھڑا کیا اور اسے پل صراط پار کروادیا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس نے مجھ پر دن بھر میں ہزار مرتبہ درود پاک پڑھا اس کی موت اس وقت تک نہ ہوگی جب تک وہ جنت میں اپنا مقام نہ دیکھ لے گا۔

گر تو خواہی کہ دم از صحبت ایناں بزنی
خاک پائے ہمہ شو تا کہ بیابی مقصود

حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے فرمایا تم رات کو سونے سے قبل پانچ کام کیا کرو؟ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ان پانچ کاموں کے متعلق دریافت کیا تو

آپ ﷺ نے فرمایا پہلا کام یہ ہے کہ تم جنت کی قیمت ادا کر کے سویا کرو، دوسرا کام یہ ہے کہ ایک قرآن مجید ختم کر کے سویا کرو، تیسرا کام یہ ہے کہ تم چار ہزار دینار صدقہ ادا کر کے سویا کرو، چوتھا کام یہ ہے کہ تم ایک مرتبہ حج کر کے سویا کرو اور پانچواں کام یہ ہے کہ دو لڑنے والوں کے درمیان صلح کروا کر سویا کرو۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یہ سب کام تو بہت مشکل ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا تم تم مجھ پر تین مرتبہ درود پاک پڑھ لیا کرو یہ جنت کی قیمت ہے۔ تم تین مرتبہ سورہ اخلاص پڑھ لیا کرو یہ ایک قرآن مجید ختم کرنے کے برابر ہے۔ تم ایک مرتبہ سورہ فاتحہ پڑھ لیا کرو یہ چار ہزار دینار کے صدقہ کے برابر ہے۔ تم چار مرتبہ تیسرا کلمہ پڑھ لیا کرو یہ ایک حج کے برابر ہے۔ تم دس مرتبہ استغفار پڑھ کر سویا کرو یہ دو لڑنے والوں کے مابین صلح کرنے کے برابر ہے۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! میں یہ عمل اب ہر رات کیا کروں گا۔

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو شخص مجھ پر درود بھیجتا ہے میں اس کے درود کو خود سنتا ہوں۔

روایات میں آتا ہے جو شخص ایک مرتبہ ذیل کی دعا پڑھے گا تو فرشتے ایک ہزار دن تک اس کے لئے دعا کرتے رہیں گے۔

جَدَّاللّٰهُ عَنَّا مُحَمَّدًا مَا هُوَ اَهْلَةٌ

”اے اللہ! حضور نبی کریم ﷺ کو ایسی جزا عطا فرما جس کے آپ

ﷺ اہل ہیں۔“

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے جو شخص حضور نبی کریم ﷺ پر ایک مرتبہ درود پاک بھیجے گا اللہ عزوجل اور اس کے فرشتے اس پر ستر مرتبہ درود بھیجیں گے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا فرشتے زمین کے گرد پھرتے ہیں اور میری امت کا سلام مجھ تک پہنچاتے ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص ایسا نہیں جس کا سلام مجھے نہ پہنچایا جاتا ہو اور جو مجھ پر سلام بھیجتا ہے میں اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں۔

نور او مقصود مخلوقات بود

اصل معدومات و موجودات بود

حضرت عبداللہ بن ابولحہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ایک دن حضور نبی کریم ﷺ تشریف لائے اور آپ ﷺ کا چہرہ ہشاش بشاش تھا۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! ہم آپ ﷺ کے چہرہ پر رونق دیکھتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا ایک فرشتہ میرے پاس آیا اور اس نے کہا اللہ عزوجل فرماتا ہے آپ ﷺ خوش نصیب ہیں کہ آپ ﷺ کی امت میں کوئی شخص ایک مرتبہ آپ ﷺ پر درود پڑھے گا میں اس پر دس مرتبہ درود پڑھوں گا اور جو ایک مرتبہ آپ ﷺ پر سلام بھیجے گا میں دس مرتبہ اس پر سلام بھیجوں گا۔

جرم بخش و عیب پوش اے بے نیاز

عاصیاں راگاہ و بیگہ چارہ ساز

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا میری زندگی تمہارے لئے بہتر ہے، تم مجھ سے باتیں کرتے ہو اور میں تم سے باتیں کرتا ہوں پھر جب میرا وصال ہوگا تو میرا وصال بھی تمہارے لئے بہتر ہوگا اور تمہارے اعمال میرے حضور پیش کئے جائیں گے اور اگر میں انہیں عمدہ دیکھوں گا تو اللہ عزوجل کی حمد بیان کروں گا اور اگر ان کے علاوہ دیکھوں گا تو تمہارے لئے بخشش کی دعا کروں گا۔

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا وہ شخص بخیل ہے جس کے سامنے میرا ذکر ہو اور وہ

مجھ پر درود نہ بھیجے۔



مختصر تعارف

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا اسم مبارک ”سید وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ“ ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد کا اسم مبارک حضرت سید گل شیر شاہ رحمۃ اللہ علیہ ہے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ سادات گھرانے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تاریخ ولادت کے بارے میں کتب سیر میں مختلف آراء موجود ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت ضلع شیخوپورہ کے ایک قصبہ جنڈیالہ شیر خان میں ہوئی جہاں آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مزار پاک موجود ہے اور مرجع گاہ خلاق خاص و عام ہے۔

حضرت سید وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیم و تربیت بھی ایک معتمد ہے اور کسی بھی مستند کتاب سے یہ بات پایہ ثبوت کو نہیں پہنچتی کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ابتدائی تعلیم کہاں سے حاصل کی مگر حضرت حافظ غلام مرتضیٰ رحمۃ اللہ علیہ مخدوم قصور کی شاگردی کے متعلق آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ”ہیر وارث شاہ“ میں بیان کیا ہے۔

ایویں باہروں شان، خراب و چوں چوہیں ڈھول سہاونا دور دا اے
وارث شاہ و سنیک جنڈیا لڑے دا شاگرد مخدوم قصور دا اے
حضرت سید وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ تکمیل ظاہری علوم کے بعد پاک پتن تشریف لے گئے اور حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پاک پر حاضر ہوئے اور وہاں کے گدی نشین حضرت خواجہ دیوان محمد یار چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے دست حق پر سلسلہ عالیہ چشتیہ میں بیعت ہوئے اور سلوک کی منازل طے کیں۔

حضرت سید وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے ابتدائی زندگی کا بیشتر حصہ سیاحت میں بسر کیا

اور لاہور و قصور کے علاوہ دہلی، مدراس، آگرہ، کلکتہ، بمبئی، بلوچستان، سندھ و کشمیر کے متعدد مقامات کے علاوہ ایران، عراق، فلسطین، مصر اور سعودی عرب کی بھی سیاحت کی اور اس کے علاوہ جب ہیر وارث شاہ شروع کی تو اس کی تصنیف سے قبل ان مقامات کا بھی دورہ کیا جن کا ذکر اس قصہ میں ملتا ہے اور ان تمام تاریخی عمارات کو دیکھا جو اس قصہ میں بیان ہوتی آئی ہیں اور آپ رحمۃ اللہ علیہ دوران سیاحت تحت ہزارہ میں موجود رانجھا کی مسجد میں بھی کچھ عرصہ مقیم رہے اور وہاں معتکف ہوئے۔

حضرت سید وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے بے شمار کتب تصنیف کیں جن میں ہیر وارث شاہ، کسی وارث شاہ، معراج نامہ، باراں ماہ، سی حرفی، دو ہڑہ جات، شرح قصیدہ بردہ شریف، چوہڑیٹی، اشتر نامہ، عبرت نامہ اور نصیحت نامہ کا ذکر کتب سیر میں ملتا ہے۔

حضرت سید وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے ”ہیر وارث شاہ“ اپنے دوستوں کی فرمائش پر شروع کی اور اس کا ذکر بھی ہیر وارث شاہ میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے خود فرمایا ہے۔

ختم رب دے کرم دے نال ہوئی فرمائش پیارڑے یار دی سی

ایسا شعر کیتا پرمغز موزوں جیہا موتیاں لڑی شہوار دی سی

حضرت سید وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی ہیر وارث شاہ صرف ہیر اور رانجھا کا قصہ نہیں

بلکہ یہ معرفت کا انمول خزانہ ہے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے آخری اشعار میں اس قصہ کے متعلق لکھا

ہے کہ اس قصہ میں ہیر کو روح سے تشبیہ دی ہے اور چاک یعنی رانجھا کو انسانی جسم سے تشبیہ

دی ہے اور اسی طرح اس قصہ کے دیگر کرداروں کو بھی معرفت کے رنگ میں بیان کیا ہے

جس کے متعلق ہم اگلے صفحات میں انشاء اللہ عزوجل بیان فرمائیں گے۔

حکیم عبدالغفور کہتے ہیں ہیر وارث شاہ درحقیقت ایک عاشق اور محبوبہ کی داستان

نہیں بلکہ یہ جسم اور روح کی کہانی ہے جو انسان کی پیدائش سے اس کی موت تک کی کہانی ہے

اور پڑھنے والوں کے لئے راہ نجات ہے۔

حضرت سید وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا زمانہ وہ ہے جب پنجاب میں سکھوں کی شورش جاری تھی اور رنجیت سنگھ پنجاب کے بیشتر حصہ پر قابض ہو چکا تھا، مغلیہ سلطنت زوال کا شکار تھی اور مغل بادشاہ محمد شاہ رگیلا تحت نشین تھا مگر اس کی عیاشیوں اور حکومتی امور سے لاپرواہی کی وجہ سے برصغیر میں جگہ جگہ بغاوتیں شروع ہو گئی تھیں۔ اس دوران احمد شاہ ابدالی اور نادر شاہ افغانی بھی اپنے اپنے لشکر لے کر برصغیر پر حملہ آور ہوئے اور اولیاء اللہ رحمۃ اللہ علیہم کی جگہ درباری مولویوں نے لے لی تھی جو لوگوں کی اصلاح کی بجائے مذہبی تفرقہ بازی کو فروغ دے رہے تھے۔ الغرض مسلمان اس وقت برصغیر میں زوال کا شکار تھے اور ان کا برصغیر میں سنہری دور اب ختم ہوتا جا رہا تھا۔

حضرت سید وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی شادی کے متعلق بھی کتب سیر میں مختلف آراء موجود ہیں۔ کچھ مورخین کے نزدیک آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ساری زندگی شادی نہیں کی جبکہ کچھ مورخین کے نزدیک آپ رحمۃ اللہ علیہ کی شادی ہوئی تھی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ایک بیٹی بھی تھی۔

حضرت سید وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے دیگر حالات و واقعات کی مانند آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تاریخ وصال کے متعلق بھی کتب سیر میں مختلف آراء موجود ہیں اور مورخین میں جس طرح آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت کے متعلق اختلاف پایا جاتا ہے اسی طرح تاریخ وصال اور سن وصال میں بھی اختلاف پایا جاتا ہے۔



نام و نسب

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا اسم مبارک ”سید وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ“ ہے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کا تعلق سادات گھرانے سے ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد حضرت سید گل شیر شاہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

قطرہ دریا میں جو مل جائے تو دریا ہو جائے

کام اچھا ہے وہ جس کا کہ مال اچھا ہے

خضر سلطان کو رکھے خالق اکبر سرسبز

شاہ کے باغ میں یہ تازہ نہال اچھا ہے

حضرت سید وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے سلسلہ نسب کے متعلق کتب سیر میں متعدد آراء

موجود ہیں مگر ان سب سے قطعی نظر آپ رحمۃ اللہ علیہ حسینی سید ہیں۔ بیشتر مورخین کے نزدیک

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا شجرہ نسب ذیل ہے:

۱۔ حضرت سید وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ

۲۔ بن حضرت سید گل شیر شاہ رحمۃ اللہ علیہ

۳۔ بن حضرت سید گلے شاہ رحمۃ اللہ علیہ

۴۔ بن حضرت سید احمد شاہ رحمۃ اللہ علیہ

۵۔ بن حضرت سید تاج محمود رحمۃ اللہ علیہ

۶۔ بن حضرت سید یعقوب شاہ رحمۃ اللہ علیہ

۷۔ بن حضرت سید رحمت اللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ

- ۸۔ بن حضرت سید رضا الدین شاہ رحمۃ اللہ علیہ
- ۹۔ بن حضرت سید مرتضیٰ شاہ رحمۃ اللہ علیہ
- ۱۰۔ بن حضرت سید بدر الدین رحمۃ اللہ علیہ
- ۱۱۔ بن حضرت سید دیوان سلطان صدر الدین محمد خطیب رحمۃ اللہ علیہ
- ۱۲۔ بن حضرت سید محمود کی شیر رحمۃ اللہ علیہ
- ۱۳۔ بن حضرت سید شجاع رحمۃ اللہ علیہ
- ۱۴۔ بن حضرت سید ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ
- ۱۵۔ بن حضرت سید قاسم رحمۃ اللہ علیہ
- ۱۶۔ بن حضرت سید زید رحمۃ اللہ علیہ
- ۱۷۔ بن حضرت سید جعفر رحمۃ اللہ علیہ
- ۱۸۔ بن حضرت سید حمزہ رحمۃ اللہ علیہ
- ۱۹۔ بن حضرت سید ہارون رحمۃ اللہ علیہ
- ۲۰۔ بن حضرت سید عقیل رحمۃ اللہ علیہ
- ۲۱۔ بن حضرت سید اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ
- ۲۲۔ بن حضرت سید علی اصغر رحمۃ اللہ علیہ
- ۲۳۔ بن حضرت سید جعفر ثانی رحمۃ اللہ علیہ
- ۲۴۔ بن حضرت سید امام نقی رحمۃ اللہ علیہ
- ۲۵۔ بن حضرت سید امام تقی رحمۃ اللہ علیہ
- ۲۶۔ بن حضرت سید امام موسیٰ رضا رحمۃ اللہ علیہ
- ۲۷۔ بن حضرت سید امام موسیٰ کاظم رحمۃ اللہ علیہ
- ۲۸۔ بن حضرت سید امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ

- ۲۹۔ بن حضرت سید امام محمد باقر رحمہ اللہ
 ۳۰۔ بن حضرت سید امام زین العابدین رحمہ اللہ
 ۳۱۔ بن حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ
 ۳۲۔ بن حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ
 ۳۳۔ بن حضرت ابوطالب
 ۳۴۔ بن حضرت عبدالمطلب
 ۳۵۔ بن ہاشم
 ۳۶۔ بن عبدمناف

کچھ محققین کے نزدیک حضرت سید وارث شاہ رحمہ اللہ کے جد امجد حضرت سید بدر الدین رحمہ اللہ کا شجرہ نسب حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ تک یوں ہے:

۱۔ حضرت سید بدر الدین رحمہ اللہ

۲۔ بن حضرت سید سلطان محمود بن محمد رحمہ اللہ

۳۔ بن حضرت سید محمد نجف رحمہ اللہ

۴۔ بن حضرت سید ابوالقاسم رحمہ اللہ

۵۔ بن حضرت سید جعفر رحمہ اللہ

۶۔ بن حضرت سید زید رحمہ اللہ

۷۔ بن حضرت سید حمزہ رحمہ اللہ

۸۔ بن حضرت سید ہارون رحمہ اللہ

۹۔ بن حضرت سید عبدالوہاب رحمہ اللہ

۱۰۔ بن حضرت سید عقیل رحمہ اللہ

۱۱۔ بن حضرت سید اسماعیل رحمہ اللہ

- ۱۲۔ بن حضرت سید علی اصغر رحمہ اللہ
- ۱۳۔ بن حضرت سید جعفر ثانی رحمہ اللہ
- ۱۴۔ بن حضرت سید امام محمد تقی رحمہ اللہ
- ۱۵۔ بن حضرت سید امام محمد تقی رحمہ اللہ
- ۱۶۔ بن حضرت سید امام موسیٰ رضا رحمہ اللہ
- ۱۷۔ بن حضرت سید امام موسیٰ کاظم رحمہ اللہ
- ۱۸۔ بن حضرت سید امام جعفر صادق رحمہ اللہ
- ۱۹۔ بن حضرت سید امام محمد باقر رحمہ اللہ
- ۲۰۔ بن حضرت سید امام زین العابدین رحمہ اللہ
- ۲۱۔ بن حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ
- ۲۲۔ بن حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

ویسول نے اپنے پی ایچ ڈی مقالہ میں حضرت سید بدرالدین رحمہ اللہ سے حضرت

سید امام محمد تقی رحمہ اللہ تک کا سلسلہ نسب یوں بیان کیا ہے:

- ۱۔ حضرت سید بدرالدین رحمہ اللہ
- ۲۔ بن حضرت سید محمد کی رحمہ اللہ
- ۳۔ بن حضرت سید محمد شجاع رحمہ اللہ
- ۴۔ بن حضرت سید محمد ابراہیم رحمہ اللہ
- ۵۔ بن حضرت سید امیر قاسم رحمہ اللہ
- ۶۔ بن حضرت سید ابوالکارم رحمہ اللہ
- ۷۔ بن حضرت سید حمزہ رحمہ اللہ
- ۸۔ بن حضرت سید امیر ہارون رحمہ اللہ

- ۹۔ بن حضرت سید عقیل ملک رحمۃ اللہ علیہ
 ۱۰۔ بن حضرت سید اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ
 ۱۱۔ بن حضرت سید علی اصغر رحمۃ اللہ علیہ
 ۱۲۔ بن حضرت سید جعفر ثانی رحمۃ اللہ علیہ
 ۱۳۔ بن حضرت سید امام محمد تقی رحمۃ اللہ علیہ

ویسٹول نے اپنے پی ایچ ڈی مقالہ میں لکھا ہے کہ حضرت سید بدرالدین رحمۃ اللہ علیہ کے والد حضرت سید محمد کی رحمۃ اللہ علیہ ۱۲۶۰ء میں ایران سے ہجرت کر کے سندھ کے علاقہ بھکر میں تشریف لائے اور سندھ میں ان کی اولاد ”رضوی سید“ کے نام سے مشہور ہوئی اور پنجاب میں ان کی اولاد بھاگاری سید اور بخاری سید کے نام سے مشہور ہوئی۔
 سمجھے اسے وہی جو نے اس کو غور سے
 ہر سانس میں کسی کی صدا کچھ نہ کچھ تو ہے



ولادت باسعادت

حرم کے دل میں سوزِ آرزو پیدا نہیں ہوتا

کہ پیدائی تری اب تک حجاب آمیز ہے ساقی

حضرت سید وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی تاریخ پیدائش کے متعلق بھی متعدد روایات پائی

جاتی ہیں اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے حالات و واقعات میں جس طرح محققین میں اختلاف پایا جاتا

ہے اسی طرح پیدائش اور وصال کی تواریخ میں بھی بے شمار اختلافات پائے جاتے ہیں۔

ڈاکٹر عصمت اللہ زاہد نے حضرت سید وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی تاریخ پیدائش ۱۱۲۰ھ

بمطابق ۱۷۰۹ء بیان کی ہے جبکہ سید طالب بخاری نے حضرت سید وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے

بھائی حضرت سید قاسم شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے ایک شعر کے حوالہ سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تاریخ پیدائش

۱۱۳۰ھ بیان کی ہے۔

یارا سے تیبہ ہجری آیا پنج ربیع الثانی

دن جمعے دا وقت تہجد جمیا وارث جانی

ڈاکٹر اختر جعفری نے حضرت سید وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی تاریخ پیدائش ۱۱۱۴ھ

بیان کی ہے اور حفیظ تائب اور غلام رسول آزاد نے ۱۱۲۲ھ بیان کی ہے۔

چودھری محمد افضل نے حضرت سید وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی تاریخ پیدائش ۱۱۳۰ھ

بیان کی ہے جبکہ ڈاکٹر شائستہ نزہت نے اپنے پی ایچ ڈی مقالہ میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تاریخ

پیدائش حضرت سید قاسم شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے شعر کے مطابق ۵ ربیع الثانی ۱۱۳۰ھ بیان کی ہے۔

پروفیسر حمید اللہ شاہ ہاشمی لکھتے ہیں حضرت سید وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے قصیدہ بردہ شریف کا پنجابی زبان میں منظوم ترجمہ کیا اور اس میں قصیدہ بردہ شریف کی تحریر کا سال اور اپنے وطن کا ذکر ان اشعار کے ذریعہ کیا ہے۔

ناؤں مصنف سید وارث وچ جنڈیالے وے
جیہڑا شیر خاں غازی بھڑا سبھ کو اوتھے وے
یاراں سو بونجا ہجری چھ اے ظاہر ہوئے
تاں ایہہ بیت جواہر موتی لڑیاں وانگ پروئے
ایہہ ترجمہ راس کیتا میں اوس شرح تھیں بھائی
حضرت میںیں جمال چنابی جیہڑی شرح بنائی

حضرت سید وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے قصیدہ بردہ شریف کا منظوم ترجمہ حضرت میاں جمال چنابی رحمۃ اللہ علیہ کی شرح کی مدد سے کیا اور یہ ترجمہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۱۵۲ھ بمطابق ۱۷۳۹ء میں کیا اور اس وقت آپ رحمۃ اللہ علیہ کی عمر مبارک قریباً انیس یا بیس برس ہو تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تاریخ پیدائش ۱۷۲۰ء بنتی ہے۔

بقول حضرت میاں محمد بخش رحمۃ اللہ علیہ:

وارث شاہ سخن دا وارث نندے کون اینہاں نوں

حرف اوہدے تے انگل دھرنی ناہیں آساں نوں

حضرت سید وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ ضلع شیخوپورہ کے نواحی قصبہ جنڈیالہ شیر خاں میں پیدا ہوئے اور یہیں آپ رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہوا۔ جنڈیالہ شیر خاں، شیخوپورہ سے شمال جنوب کی جانب قریباً آٹھ میل کے فاصلہ پر واقع ہے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ذیل کے شعر سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے جائے مقام کا پتہ چلتا ہے۔

وارث شاہ وسنیک جنڈیالڑے دا شاگرد مخدوم تصور دا اے

منشی گوپال داس اپنی کتاب ”تاریخ گوجرانوالہ“ میں لکھتا ہے کہ شیر خاں پٹھان، مغل بادشاہ اکبر کے زمانہ میں شاہی ملازم تھا اور شیر خاں پٹھان کا شمار امراء میں ہوتا تھا اس نے اپنے نام سے ایک قصبہ آباد کیا جس کا نام ”شیرکوٹ“ رکھا گیا۔

مفتی غلام سرور لاہوری نے جنڈیالہ شیر خاں کے متعلق لکھا ہے کہ اسے شیر خاں افغانی نے آباد کیا اور اس کا پہلا نام شیرکوٹ تھا جبکہ جنڈیالہ کا لفظ یہاں کسی پرانی آبادی کے نشان کے ٹیلہ کی وجہ اس شیرکوٹ کا حصہ بنا اور یہ علاقہ جنڈیالہ شیرکوٹ کے نام سے مشہور ہوا جو بعد میں جنڈیالہ شیر خاں بن گیا۔

ایسا جنوں بھی دیکھا ہے میں نے
جس نے سیئے ہیں تقدیر کے چاک



تعلیم و تربیت

حضرت سید وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے ابتدائی تعلیم و تربیت اپنے گھر اور جنڈیالہ شیرخاں کی ایک مقامی مسجد میں حاصل کی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیم و تربیت کے متعلق بھی کوئی مستند روایت پایہ تکمیل تک نہیں پہنچتی اور نہ ہی یہ پتہ چلتا ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ابتدائی تعلیم کہاں سے حاصل کی مگر حضرت حافظ غلام مرتضیٰ رحمۃ اللہ علیہ مخدوم قصور کی شاگردی کے حوالہ سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ”ہیروارث شاہ“ کے ذیل کے اشعار سے رہنمائی ملتی ہے۔

ایویں باہروں شان ، خراب وچوں چویں ڈھول سہاونا دور دا اے
وارث شاہ و سنیک جنڈیاڑے دا شاگرد مخدوم قصور دا اے
”باہر سے شان و شوکت والے مگر اندر سے بد باطن جیسے دور کے
ڈھول سہانے ہوتے ہیں۔ وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ (جنڈیالہ) کا رہنے
والا ہے جو مخدوم قصور کا شاگرد ہے۔“

حضرت سید وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ ابتدائی تعلیم کے بعد قصور تشریف لے گئے اور مخدوم قصور حضرت حافظ غلام مرتضیٰ رحمۃ اللہ علیہ جامع مسجد و مدرسہ حسین خاں میں صدر مدرس تھے ان کے شاگرد ہوئے۔

کچھ مورخین کے نزدیک حضرت سید وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے استاد مولانا غلام محی الدین تھے جو غلط ہے کیونکہ مولانا غلام محی الدین کی تاریخ پیدائش ۱۲۰۲ھ ہے اور حضرت سید وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی معرکہ الآراء تصنیف ”ہیروارث شاہ“ ۱۱۸۰ھ میں مکمل کی۔

ڈاکٹر فقیر محمد فقیر نے مولوی داؤد ایڈوکیٹ کے حوالہ سے لکھا ہے کہ ان کے بزرگوں نے حضرت حافظ غلام مرتضیٰ کے حالات مرتب کئے اور مولوی داؤد نے لکھا ہے کہ حضرت سید عبداللہ المعروف حضرت بابا بلھے شاہ رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت سید وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ دونوں ہی حضرت حافظ غلام مرتضیٰ کے شاگرد تھے۔ حضرت حافظ غلام مرتضیٰ کو جب حضرت سید وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف ”ہیر وارث شاہ“ کا علم ہوا تو انہوں نے ناراضگی کا اظہار کیا پھر حضرت سید وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے قصور آ کر اپنے استاد کو ہیر کے چند اشعار سنائے جنہیں سن کر حضرت حافظ غلام مرتضیٰ پر وجدانی کیفیت طاری ہو گئی۔

حضرت سید وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے ”ہیر وارث شاہ“ میں بے شمار تمثیلوں اور مختلف واقعات کا ذکر کیا ہے مگر کہیں بھی انہوں نے حضرت بابا بلھے شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر نہیں کیا اسی طرح حضرت بابا بلھے شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنے کسی شعر میں حضرت سید وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ یا جنڈیالہ شیر خاں کا ذکر نہیں کیا۔

بیشتر مورخین کے نزدیک حضرت بابا بلھے شاہ رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت سید وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ دونوں ہی مخدوم قصور حضرت حافظ غلام مرتضیٰ کے شاگرد رہے مگر دونوں کے ادوار میں فرق ہے۔ حضرت بابا بلھے شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۱۸۰ھ میں وصال پایا جبکہ حضرت سید وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے ”ہیر وارث شاہ“ ۱۱۸۰ھ میں تصنیف کی۔

سید طالب بخاری لکھتے ہیں حضرت سید وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ کو بے شمار زبانوں پر عبور حاصل تھا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ عربی، فارسی، پنجابی، ہندی، سندھی، چینی، بلوچی، سنسکرت اور بھاکھازبانوں میں تمام مروجہ علوم میں مہارت حاصل تھی۔

سید طالب بخاری لکھتے ہیں حضرت سید وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ کو طبی علوم پر بھی دسترس حاصل تھی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے طبی علوم کی تعلیم ”لقمان بیگم“ سکندہ لاہور سے حاصل کی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے طب کی معروف کتب میزان الطب، طب یوسفی، طب اکبر، قانون موجز،

دستور العلاج، کفایہ منصورى، قرابادین شفقانى، قرابادین قادری، تحفہ مومنى اور وید منوت وغیرہ کا علم حاصل کیا اور ان کتب کے متعلق ”ہیروارث شاہ“ کے ان اشعار سے بھی پتہ چلتا

ہے۔

کدوں یوسفی طب میزان پڑھیوں دستور علاج سکھاوے دے
 قرطاس سکندری طب اکبر ذخیریوں باب سناوے دے
 قانون موجز تحفہ مومنین بھی کفایہ منصورى تھیں پاوے دے
 پران سنگلی وید تحفہ منوت سمرت زرگھنٹ دے دھیاء و پھلاوے دے
 قرابادین شفقانى تے قادری بھی متفرقہ طب پڑھ جاوے دے
 حضرت سید وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے نصابی کتب میں تعلیل، تعطیل، میزان، منطق،
 صرف بہائی، صرف میر، انواع باراں، سلطانیہ، معارج النبوة، کنز، مسعودی، خانی، حیرت
 الفقہ، خلاصہ، روضہ، شرح ملاحسن، نحو، فتاویٰ برہنہ، عثمانیہ، منظوم شاہاں اور دیگر کتب کی تعلیم
 حاصل کی اور ان کتب کے متعلق ”ہیروارث شاہ“ کے ان اشعار سے بھی پتہ چلتا ہے۔

پڑھن فاضل درس درویش مفتی خوب کڈھ الہان پرکاریا نہیں
 تعلیل میزان تے صرف بہائی صرف میر بھی یاد پکاریا نہیں
 قاضی قطب تے کنز انواع باراں مسعودیاں جلد سواریا نہیں
 خانی نال مجموعہ سلطانیوں دے اُتے حیرت الفقہ نواریا نہیں
 فتاویٰ برہنہ منظوم شاہاں نال زبدياں حفظ قراریا نہیں
 معارج النبوت خلاصیاں توں روضہ نال اخلاص پساریا نہیں
 زرادیاں دے نال شرح ملاء زنجانیاں نحو نتاریا نہیں
 کرن حفظ قرآن، تفسیر دوراں غیر شرع نوں ڈریاں ماریا نہیں
 حضرت سید وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے فارسی کی مشہور کتب انشائے ہر کرن، گلستان و

بوستان، خالق باری، رازق باری، واحد باری، طوطی نامہ، نصاب الصبیان، انشائے ابوالفضل، بہار دانش، شاہنامہ، دیوان حافظ، قرآن السعدین اور شیریں خسرو وغیرہ بھی پڑھیں اور ان کتب کے متعلق ”ہیروارث شاہ“ کے ان اشعار سے بھی پتہ چلتا ہے۔

اک نظم دے درس ہر کرن پڑھدے نام حق اتے خالق باریاں نہیں
گلستاں بوستاں نال بہار دانش طوطی نامہ تے رازق باریاں نہیں
منشآت نصاب تے ابوالفصلاں شاہنامیوں واحد باریاں نہیں
قرآن السعدین دیوان حافظ شیریں خسرواں لکھ سواریاں نہیں
حضرت سید وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ کو موسیقی کے مختلف راگوں کا بھی بخوبی علم تھا جس سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی موسیقی کی تعلیم اور موسیقی سے لگاؤ کا بھی پتہ چلتا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ”ہیروارث شاہ“ میں موسیقی کے مختلف راگوں کا بھی ذکر کیا ہے۔

شوق نال و جاء کے و نچھلی نوں پنجاں پیراں آگے کھڑا گاؤندا اے
کدی اُدھوتے کاہن دے بشن پدے کدے ماجھ پہاڑی دی لاؤندا اے
کدی ڈھول تے مارون چھو دیندا کدی بوینا چا سناؤندا اے
ملکی نال جلالی نوں خوب گاؤے وچ جھیوری دی کلی لاؤندا اے
کدی سوئی تے مہینوال والے نال شوق دے سد سناؤندا اے
کدی ڈھر پداں نال کبت چھو ہے کدی سوہلے نال رلاؤندا اے
سارنگ نال تلنگ شہانیاں دے رات سوہے دا بھوگ پاؤندا اے
سورٹھ گجریاں پوربی للت بھیروں وپک راگ دی ذیل و جاؤندا اے
ٹوڈی میگھ ملہار گونڈ دھنا سری جیت سری بھی نال رلاؤندا اے
مال سری تے پرچ بیھاگ بولے نال ماروا وچ و جاؤندا اے
کیدار تے بہاگڑا راگ مارو نالے کاہنڑے دے سر لاؤندا اے

کلیان دے نال مالکنس بولے اتے منگلا چار سناوندا اے
 بھیروں نال پلاسیاں بھیم بولے نٹ راگ دی ذیل و جاوندا اے
 برو نال پہاڑ جھنجھوٹیاں دے ہوری نال آسا کھڑا گاوند اے
 بولے راگ بسنت ہنڈول گوپی مند اونی دیاں سُر اں لاوند اے
 پلاسی نال ترانیاں ٹھانس کے تے وارث شاہ نوں کھڑا سناوند اے

حضرت سید وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ کو تمام مروجہ علوم کے علاوہ الہامی کتب انجیل و
 تورات پر بھی مہارت حاصل تھی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ہندوؤں کی تمام کتب کا بھی مطالعہ کیا تھا۔
 سید علی عباس جلاپوری ”مقامات وارث شاہ“ میں لکھتے ہیں حضرت سید وارث
 شاہ رحمۃ اللہ علیہ جامع الکمالات تھے اور ہیر وارث شاہ کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ
 کو تفسیر، حدیث، فقہ، تاریخ اور تصوف و عرفان پر عبور حاصل تھا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ علم طب، علم
 نجوم، علم موسیقی وغیرہ سے بھی بخوبی آگاہ تھے۔

ڈاکٹر موہن سنگھ نے حضرت سید وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی علمی قابلیت کے متعلق لکھا
 ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے دینی تعلیم بھی حاصل کی اور درسی کتب کے علاوہ طبی کتب بھی پڑھیں،
 موسیقی کا علم بھی حاصل کیا اور تمام مروجہ زبانوں پر بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کو عبور تھا اور ان سب سے
 آپ رحمۃ اللہ علیہ کے علمی مقام کا اندازہ بخوبی لگایا جاسکتا ہے۔



سعادتِ بیعت

سورۃ التوبہ میں ارشادِ باری تعالیٰ ہوتا ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ ○

”اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سچے لوگوں کے ساتھ ہو جاؤ۔“

جس طرح کسی بھی ہنر کو سیکھنے کے لئے استاد کی ضرورت ہوتی ہے اسی طرح راہِ تصوف پر چلنے کے لئے اور تصوف کے اسرار و رموز سے آگاہی کے لئے بھی کسی کامل راہنما کی ضرورت ہوتی ہے۔ سالک کے لئے لازم ہے کہ وہ راہِ تصوف میں قدم کسی کامل مرشد کی راہنمائی میں رکھے اور مرشد کامل کی صحبت سے ہی سالک بارگاہِ الہی میں مقبول ہو سکتا ہے۔ مرشد کامل کی صفت یہ ہے کہ وہ مرید کے قلب کو ہر قسم کی آلائشوں اور گندگی سے پاک کر دیتا ہے اور مرشد کامل کے لئے لازم ہے کہ وہ شریعت کی پیروی کرنے والا ہو اور جب سالک مرشد کامل کی صحبت اختیار کرے تو اس کا قلب اللہ عز و جل کی جانب مائل ہو اور مرشد کامل کے لئے لازم ہے کہ وہ ضروری فرائض و سنن و نوافل اور حلال و حرام کے متعلق جانتا ہو اور دنیا کی بجائے آخرت کا طلبگار ہو۔

امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں بیعت کے معنی یہ ہیں کہ سالک خود

کو مکمل طور پر مرشد کے ہاتھوں فروخت کر دے۔

جدائی کے صدے ضعیفی کا عالم

کہاں تک امیر اپنے دل کو سنبھالے

حضرت سید وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ جب فارغ التحصیل ہوئے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ روحانی فیوض و برکات سے فیضیاب ہونے کے لئے پاک پتن تشریف لے گئے اور شیخ و الشیوخ و العالم حضرت شیخ بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پاک پر حاضری کی سعادت حاصل کی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت شیخ بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ سے دلی عقیدت تھی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی اس عقیدت کا اظہار ان اشعار میں کیا ہے۔

مودود دا لاڈلا پیر چشتی شکر گنج مسعود بھر پور ہے جی
خاندان وچ چشت دے کاملیت شہر فقر دا پٹن معمور ہے جی
باہیاں قطباں وچ ہے پیر کامل جیں دی عاجزی زہد منظور ہے جی
شکر گنج نے آن مقام کیتا، دکھ درد پنجاب دا دور ہے جی
”حضرت خواجہ قطب الدین مودود چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے لاڈلے حضرت شیخ
بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کامل ہیں۔ وہ چشتیہ سلسلہ میں کامل
کے مرتبہ پر فائز ہیں اور ان کا شہر پاک پتن نور سے معمور ہے۔ بائیس
اقطاب میں انہیں پیر کامل کا مرتبہ حاصل ہے جن کی عاجزی اور زہد کو
اللہ عزوجل کی بارگاہ میں قبولیت حاصل ہوئی۔ حضرت شیخ بابا فرید
الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں آکر قیام کیا اور اہل پنجاب کے
دکھوں کا مداوا کیا۔“

حضرت سید وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے سجادہ نشین مزار پاک حضرت شیخ بابا فرید الدین
مسعود گنج شکر، حضرت خواجہ دیوان محمد یار چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے دست حق پر بیعت کی سعادت حاصل
کی اور سلوک کی منازل طے کیں۔



حضرت شیخ بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمہ اللہ

شمس العارفین، شیخ طریقت، شمس الحقیقت شیخ الشیوخ و العالم حضرت شیخ بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمہ اللہ اپنے زمانے کے نابغہ روزگار، علوم شریعت و طریقت میں کامل اور یکتائے زمانہ ہوئے ہیں۔ آپ رحمہ اللہ نے قطب الاقطاب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمہ اللہ کے دست حق پر بیعت کی سعادت حاصل کی اور ان کی خدمت میں رہ کر علوم طریقت و سلوک کی منازل طے کیں۔

حضرت شیخ بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمہ اللہ ۲ ذی الحجہ ۵۶۹ھ میں قصہ کھوتوال میں حضرت خواجہ محمد جمال الدین سلیمان رحمہ اللہ کے ہاں پیدا ہوئے۔ آپ رحمہ اللہ کا سلسلہ نسب اٹھائیس واسطوں سے حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے جا ملتا ہے۔ آپ رحمہ اللہ کی والدہ حضرت بی بی قرسم خاتون رحمہ اللہ کا شمار اپنے زمانہ کی نابغہ روزگار اولیاء خواتین میں ہوتا ہے اور انہوں نے آپ رحمہ اللہ کی تربیت میں کوئی کسر باقی نہ چھوڑی۔

حضرت شیخ بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمہ اللہ کے والد بزرگوار کا وصال آپ رحمہ اللہ کے بچپن میں ہی ہو گیا تھا اور آپ رحمہ اللہ کی ابتدائی تربیت آپ رحمہ اللہ کی والدہ ہی کی نگرانی میں ہوئی۔ والدہ نے چاہا کہ آپ رحمہ اللہ بچپن ہی سے نماز کے عادی ہو جائیں اس لئے والدہ آپ رحمہ اللہ کی جائے نماز کے نیچے شکر کی پڑیا رکھ دیا کرتی تھی اور اپنے بچے کو فرمایا کرتیں کہ جو بچے نماز پڑھتے ہیں ان کی جائے نماز کے نیچے سے روزانہ شکر کی پڑیا ملتی ہے۔ ایک دن ایسا ہوا کہ والدہ شکر کی پڑیا رکھنا بھول گئیں اور انہوں نے گھبرا کر آپ رحمہ اللہ

سے دریافت کیا کہ مسعود! تم نے آج نماز پڑھی یا نہیں؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا کہ ہاں! اماں نماز پڑھ لی اور شکر کی پڑیا بھی مل گئی۔ یہ جواب سن کر آپ رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ کو بہت تعجب ہوا اور وہ سمجھیں کہ اس بچے کی غیب سے مدد ہوتی ہے۔ اس کے بعد اکثر ایسا ہوتا کہ جب آپ رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ شکر کی پڑیا رکھنا بھول جاتیں تو وہ پڑیا بدستور آپ رحمۃ اللہ علیہ کو مل جاتی۔ چنانچہ اسی وجہ سے آپ رحمۃ اللہ علیہ ”گنج شکر“ کے لقب سے مشہور ہوئے۔

جن دنوں حضرت شیخ بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ ملتان میں دینی علم کے حصول میں شب و روز مصروف تھے۔ انہی دنوں قطب الاقطاب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کا کی رحمۃ اللہ علیہ ملتان تشریف لائے۔ وہ جب مسجد میں تشریف لائے تو انہوں نے حضرت شیخ بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے جب آپ رحمۃ اللہ علیہ کو قرآن مجید کی تلاوت میں مصروف دیکھا تو دریافت کیا کہ اے جوان! کیا پڑھ رہے ہو؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے سر جھکائے ہوئے جواب دیا کہ حضرت! نافع پڑھ رہا ہوں۔ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کا کی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ سنا تو فرمایا کہ انشاء اللہ اس سے نفع ہوگا۔ جیسے ہی حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کا کی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ فرمایا آپ رحمۃ اللہ علیہ بے خود ہو گئے اور حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کا کی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت کی درخواست کی۔ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کا کی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تم تکمیل علوم کے بعد میرے پاس دہلی آنا تمہیں تمہارا حاصل جائے گا۔ چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ ملتان میں تکمیل علم کے بعد قندھار چلے گئے اور وہاں سے ایران، عراق، خراسان اور دیگر ممالک کا سفر کیا اور پھر مکہ معظمہ تشریف لے گئے۔ اس دوران آپ رحمۃ اللہ علیہ نے قرآن و حدیث اور فقہ و معانی میں مہارت حاصل کی۔ بعد حصول علوم ظاہری آپ رحمۃ اللہ علیہ دہلی تشریف لائے اور حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کا کی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو سلسلہ عالیہ چشتیہ میں بیعت کی سعادت سے سرفراز فرمایا اور خرقہ خلافت عطا فرمایا۔

سیر الاولیاء میں منقول ہے کہ ایک مرتبہ حضرت شیخ بابا فرید الدین مسعود گنج

شکر رحمۃ اللہ علیہ پر مزید ریاضت و مجاہدات کا شوق غالب ہوا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کا کی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں عرض کیا کہ سیدی! اگر فرمان ہو تو ایک چلہ کر لوں۔ یہ بات مرشد پاک کونا گوار گزری اور فرمایا کہ ضرورت نہیں ہے ان چیزوں سے شہرت ہوتی ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا کہ حضور گواہ ہیں کہ مجھے شہرت کی طلب نہیں ہے۔ حضرت شیخ بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ مجھے ساری زندگی اس بات کی پریشانی رہی کہ پیر و مرشد کی خدمت میں کیوں ایسی بات کہی جو آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ظہیر مبارک کونا گوار معلوم ہوئی۔ اس واقعہ کے کچھ عرصہ بعد حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کا کی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اب جاؤ اور ایک چلہ معکوس کر لو لیکن اس وقت حضرت شیخ بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کو معلوم نہ تھا کہ چلہ معکوس کیا ہوتا ہے؟ چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت شیخ بدر الدین غزنوی رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ مجھے پیر و مرشد نے چلہ معکوس کا حکم فرمایا ہے۔ لیکن میں پیر و مرشد کے رعب و جلال کی وجہ سے یہ نہیں پوچھ سکا کہ چلہ معکوس کیا ہوتا ہے؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ مجھے بتائیں یا پیر و مرشد سے دریافت کر کے بتائیں۔ حضرت شیخ بدر الدین رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کا کی رحمۃ اللہ علیہ سے چلہ معکوس کی کیفیت دریافت کی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ چلہ معکوس یہ ہوتا ہے کہ چالیس دن یا چالیس رات پاؤں میں رسی باندھ کر کسی کنوئیں میں الٹا لٹک کر عبادت کرے۔ یہ سن کر حضرت شیخ بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے چلہ معکوس کرنے کا مصمم ارادہ کر لیا اور کچھ عرصہ کے بعد اوج شریف میں واقع ایک مسجد کے کنوئیں میں الٹا لٹک کر چلہ معکوس مکمل کیا۔

حضرت شیخ بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ مجھے بغداد میں ایک بزرگ کی صحبت میں چند دن گزارنے کا موقع ملا۔ ہر بار جب وہ بزرگ سربہ سجدہ ہوتے تو خدائے کریم کی بارگاہ میں نہایت عجز و انکساری سے مناجات پڑھتے کہ اے اللہ! اگر تو نے مجھے قیامت کے دن دوزخ میں بھیج دیا تو اسرار عشق میں سے ایک بھید ایسا

ظاہر کروں گا کہ دوزخ مجھ سے ہزار سال کی راہ دور بھاگ جائے گی۔ اس لئے کہ محبت کی آگ کے سامنے کوئی آگ سراٹھانے کے قابل نہیں اور اگر سراٹھائے تو تباہ ہو جائے گی۔

عشق الہی میں ثابت قدم رہنا مردانِ خدا کا خاصا ہے۔ اسی طرح حضرت خواجہ فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ عشق الہی میں تادمِ آخر ثابت قدم رہے۔ اس ثابت قدمی کے بارے میں خود ہی ایک مرتبہ انہوں نے فرمایا کہ آج کم و بیش بیس سال ہو رہے ہیں کہ ہر شب شرابِ معرفت کا ایک پیالہ پینا میرا معمول ہے اور کبھی از خود رفته نہیں ہوا۔ بلکہ دل مزید پکاراٹھتا ہوں۔ اس کے بعد ان کی مبارک آنکھیں آنسوؤں سے بھر گئیں فریاد کرنے لگے اور بے ہوش ہو گئے۔ جب ہوش میں آئے تو فرمایا کہ اے درویش! راہِ فقر میں ایسے مرد بھی گزرے ہیں جو لاکھوں دریا اسرارِ الہیہ کے پی گئے لیکن انہوں نے کوئی نشان ظاہر نہ ہونے دیا۔ اے درویش! جو عاشق اپنی محبت میں صادق اور ثابت قدم نہیں ہے۔ قیامت کے دن عشاق کے درمیان شرمسار رہے گا۔

حضرت شیخ بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے مکارمِ اخلاق کا ایک درخشاں پہلو جذبہِ عفو و درگزر ہے۔ چونکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو تبلیغِ دین کے سلسلے میں بڑے بڑے سخت دشمنوں سے واسطہ پڑا مگر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی زیادتیوں سے ہمیشہ درگزر فرمایا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا دل حبِ الہی کے باعث ہر قسم کی آلائشوں سے پاک صاف تھا اس لئے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے دل میں کبھی کسی کے خلاف کینہ اور بغض نہ رکھا۔ اگر کوئی دشمن زیادتی کرتا تو اسے معاف کر دیتے۔

ایک مرتبہ ایک شخص آپ رحمۃ اللہ علیہ کے قتل کے ارادہ سے خانقاہ میں آیا اور خرافات بکنے لگا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اس سے نہایت محبت سے پیش آئے اور اس کی گالیوں کا جواب دعا سے دیا پھر نہایت نرمی سے فرمایا کہ بھائی میں نے تیرا کچھ نہیں بگاڑا جو تو یہ چھری بغل میں چھپائے ہوئے میرے قتل کے لئے آیا ہے۔ ایک مسلمان کو قتل کر کے کیوں اپنی عاقبت

خراب کرتا ہے۔ اس شخص نے یہ سنا تو فوراً آپ رحمۃ اللہ علیہ کے قدموں میں گر پڑا اور معافی کا خواستگار ہوا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اسے گلے لگا لیا اور اس کی خطا معاف کر دی۔

جو دو سخا کے بارے میں حضرت شیخ بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے اسرار الاولیاء میں ایک مقام پر فرمایا ہے کہ درویش اسے کہتے ہیں جو روزانہ فتوحات کو شام تک خرچ کر دے۔ یہاں تک کہ رات کے لئے کوئی رقم باقی نہ ہے اور اگر رات ہے تو دن کے لئے کچھ باقی نہ رہے۔ سب اللہ کی راہ میں خرچ کر دے۔ ایسے لوگ درویش کہلانے کے مستحق نہیں ہوتے ہیں۔ جو لنگوٹی باندھ کر چمڑے کی تھیلی گلے میں ڈال کر گلی گلی روٹی کے دو لقموں کی خاطر پھرتے رہتے ہیں اور اپنے جیسے انسانوں کے سامنے دست سوال دراز کرتے ہیں۔ بلکہ ایسے لوگ درویشی کا سرمایہ ناز ہیں جو اپنے مسند سے جدا نہیں ہوتے اور لطیف لباس زیب تن کرتے ہیں اور جو موجود ہو اس سے کھانا تیار کر کے درویشان خدا کی تواضع کرتے ہیں اور کچھ بچا کر نہیں رکھتے۔ جو ملتا ہے اسے آگے پہنچا دیتے ہیں۔

حضرت شیخ بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت سیدنا علی بن عثمان الہجویری الجلابی المعروف حضور سیدنا دانا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ سے دلی عقیدت حاصل تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ جب بھی پاک پتین سے مزار مبارک کی زیارت کے لئے حاضر ہوتے تو برہنہ پاؤں پاک پتین سے پیدل چلتے ہوئے آتے اور لاہور ضلع کچھری کے نزدیک واقع ایک مقام پر قیام فرماتے۔ جب حاضری کی اجازت ملتی تو گھٹنوں کے بل چل کر مزار پاک پر حاضری کی سعادت حاصل کرتے تھے۔

حضرت شیخ بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آخرت کا خوف ایسا ہونا چاہئے جس طرح امام اعظم حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ تیس برس تک نیند سے کنارہ کش رہے۔ جب بھی حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ پر نیند کا غلبہ ہوتا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے کہ اے نفس! تو نے اگر اللہ تعالیٰ کے شایان شان اطاعت نہ کی تو قیامت کے دن نجات نہ پاسکے گا

اور اللہ کے پہچاننے کا حق ادا کرتا رہتا کہ دنیا و آخرت میں کامیاب ہو۔ ایک موقع پر حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمہ اللہ نے امام اعظم حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی گریہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ قرآن مجید کی تلاوت کے دوران جب عذاب والی آیت کی تلاوت فرماتے تو ان پر گریہ طاری ہو جاتا اور غشی طاری ہو جاتی۔ ہوش آتا تو فرماتے کہ اگر روز قیامت ابوحنیفہ (رحمہ اللہ) رہا ہو گیا تو یہ حیرانی والی بات ہوگی۔

حضرت شیخ بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمہ اللہ نے ۶۹۸ھ میں اس جہان فانی سے کوچ فرمایا۔ بوقت وصال آپ رحمہ اللہ کی عمر مبارک ۹۳ برس تھی۔ آپ رحمہ اللہ کا مزار پر نور پاک پٹن میں واقع ہے اور مرجع نامہ خلافت خاص و عام ہے۔

فرمودات:

- ✽ جب فقیر کوئی لباس پہنتا ہے تو وہ یہ سوچ کر پہنتا ہے کہ اس نے کفن پہنا ہے۔
- ✽ انسان کی عظمت کا اندازہ اس کے قول و فعل سے ہوتا ہے۔
- ✽ اہل دولت کے پاس بیٹھنے سے دین بھول جاتا ہے۔
- ✽ قرآن پاک کی تلاوت سے بہتر اور افضل کوئی عبادت نہیں۔
- ✽ جیسے تم ہو ویسے ہی نظر آؤ ورنہ اصلیت خود بخود ظاہر ہو جائے گی۔
- ✽ مرشد مشاطہ کی مانند بوتا ہے یعنی جس طرح مشاطہ دلہن کو بناتی و سنوارتی ہے اسی طرح مرشد اپنے مرید کے اخلاق و عادات کو سنوارتا ہے۔



سیر و سیاحت

حضرت سید وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی زندگی کا بیشتر حصہ سیر و سیاحت میں بسر کیا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے دوران سیاحت پنجاب کے بیشتر علاقوں، سندھ، بلوچستان اور خیبر پختونخواہ کے علاوہ کشمیر، کلکتہ، آگرہ، مدراس، دہلی اور بمبئی کا سفر بھی کیا۔ اس کے علاوہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ایران، عراق، مصر، شام، فلسطین اور سعودی عرب کا بھی سفر کیا۔

شریف کنجاہی نے حضرت سید وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی سیاحت کے متعلق لکھا ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ سعادت بیعت کے بعد جب واپس لوٹے تو کچھ عرصہ لاہور اور قصور میں قیام کیا پھر ملکہ ہانس تشریف لے گئے جہاں آپ رحمۃ اللہ علیہ ایک مسجد میں معتکف رہے اور اسی گوشہ نشینی میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ”ہیروارث شاہ“ کا آغاز کیا اور یہیں پر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اسے مکمل کیا۔

حضرت سید وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے ”ہیروارث شاہ“ کی تحریر سے قبل اس قصہ میں موجود تمام تاریخی مقامات کا دورہ کیا اور وہ تاریخی عمارات بھی دیکھیں جو اس قصہ میں بیان ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ تخت ہزارہ گئے اور رانجھے کی مسجد اور حمام کو دیکھا اور رانجھے کی مسجد میں کچھ دن معتکف ہوئے۔



عہد وارثی کی مذہبی و معاشرتی حالت

حضرت سید وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ میں معاشرہ کی مذہبی و معاشرتی حالت نہایت اتر تھی۔ اس وقت مغل بادشاہ محمد شاہ رنگیلا تخت نشین تھا اور برصغیر پاک و ہند میں ایک افراتفری برپا تھی۔ مسلمانوں کی مذہبی حالت کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ نام نہاد صوفیوں اور مولویوں نے دین اسلام کو برغمال بنا رکھا تھا اور یہ لوگوں کو اپنے جال میں پھنسا کر انہیں دین اسلام کی حقیقی تعلیمات سے دور کر رہے تھے۔

محمد شاہ رنگیلا کی عیاشیوں نے اسے عوام الناس کو درپیش مسائل سے دور کر دیا تھا اور وہ عوام کے مسائل کو نظر انداز کئے اور عوام کے مفاد کو ترجیح دیئے بغیر ہر وہ کام کر رہا تھا جو کسی بھی معاشرے کے زوال کا باعث بنتے ہیں۔ مغل حکمران عوام الناس میں اپنی مقبولیت کھو بیٹھے تھے اور اسی کو دیکھتے ہوئے احمد شاہ ابدالی اور نادر شاہ افغانی کے لشکر بھی برصغیر پر حملہ آور ہونے لگے۔ رنجیت سنگھ نے سکھوں کا ایک بڑا لشکر لے کر پنجاب پر حملہ کیا اور وہ پنجاب کے بیشتر علاقوں پر قابض ہو گیا۔

حضرت سید وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ میں جہالت عام تھی اور بہت کم لوگ ایسے تھے جو پڑھے لکھے تھے۔ مذہبی پیشواؤں کا احترام کیا جاتا تھا مگر توہم پرستی عام تھی۔ لوگوں کی اخلاقی حالت انتہائی متوسط تھی اور ذات پات کو معاشرے میں اہم مقام حاصل تھا۔ اونچی ذات والوں کو نچلی ذات والوں میں شادی کرنا گوارا نہ تھا اور لوگوں میں فضول خرچی اور بیہودہ رسم و رواج عام تھیں۔

حضرت سید وارث شاہ عیسیٰ کے زمانہ میں فارسی زبان کو عروج حاصل تھا اور فارسی زبان کی مایہ ناز تصانیف گلستاں و بوستاں، سکندر نامہ، مثنوی مولانا روم، دیوان حافظ اور دیگر کتب کا چرچا عام تھا۔ فارسی زبان میں شعر و سخن کہنے کا رواج تھا اور معاشرے میں فارسی زبان کا فروغ عام تھا جبکہ اردو کو شمارنی زبانوں میں ہوتا تھا۔

حضرت سید وارث شاہ عیسیٰ اس وقت کی مذہبی و معاشرتی حالت کو یوں بیان

فرماتے ہیں۔

وارث شاہ جو اہل ایمان آئے

تہاں جا ڈیرے وچ گور کیتے



قصہ ہیرا رانجھا کا سرسری جائزہ

محققین کی رائے کہ پنجاب کی عشقیہ داستانیں سب کی سب فرضی یا خود ساختہ ہیں اور یہ شاعروں اور بھانٹوں کی جودت طبع کا نتیجہ ہیں اور غالباً یہ قصے انہوں نے اپنے حکمرانوں یا آقاؤں کی تفریح طبع کے لئے گھڑے یا پھر عوام الناس کی اصلاح کے لئے۔

بیشتر محققین کا خیال ہے کہ یہ قصے نہ ہی آج اور نہ ہی کل کسی تنقیدی کسوٹی پر پرکھے جاسکے اور نہ ہی ان کے زمانہ کا صحیح تعین ہو سکا اور کئی صورتوں میں زمانہ کا بھی علم نہیں ہو سکا۔

یہ بات قدرے درست ہے کہ قدیم داستانیں عموماً نئے زمانہ کی تنقیدی کسوٹی پر پورا نہیں اتر کر تیں مگر اس کے لئے یہ کہنا کہ یہ من گھڑت ہیں درست نہیں کیونکہ ہر زمانہ کا تنقیدی معیار اور علمی و تاریخی معلومات جمع کرنے کا طریقہ مختلف ہوتا ہے اور ماضی کی نسبت حال عموماً زیادہ ترقی یافتہ اور زیادہ وسیع ہوتا ہے۔

زمانہ کے تعین کے لئے اگر کسی شخص کی ہستی محض اس وجہ سے شک و شبہ کا شکار ہو جائے کہ اس کے زمانہ کے تعین میں اختلاف ہے تو یہ دلیل باعث حجت نہیں اور تاریخ انسانی بے شمار ایسے واقعات اور اشخاص کا ذکر ملتا ہے جن کے متعلق موجودہ دور کے مورخین میں اختلاف پایا جاتا ہے مثلاً بدھ اور زردشت دنیا کے دو بزرگ رہنما ہیں اور ان کے ماننے والے آج بھی پائے جاتے ہیں اور ان کی عبادت گاہیں بھی تاحال موجود ہیں مگر ان کے زمانہ کے تعین میں بے شمار اختلافات ہیں مگر ان اختلافات کے باوجود ان کی ہستی سے انکار نہیں کیا جاسکتا اور اگر کوئی انکار کرتا ہے تو وہ غلطی پر ہے۔

اگر ہم تنقیدی معیار اور زمانہ کے تعین کے اصول پر پنجاب کی دیگر لوک عشقیہ داستانوں کو پرکھیں تو وہ پورا اترتی دکھائی نہیں دیتیں مگر قصہ ہیرا رانجھا اس بات پر مستند دکھائی دیتا ہے کہ اس کے افراد و مقامات تاریخی ہیں اور ان کے متعلق تحقیقی مواد موجود ہے۔

رانجھا کا وطن تخت ہزارہ ضلع سرگودھا موجود ہے اور رانجھا کی قوم بھی موجود ہے اور رانجھا جس جگہ جوگ لینے گیا وہ ٹلہ ضلع جہلم آج بھی موجود ہے اور گروؤں کا سلسلہ بھی چلتا آ رہا ہے۔ اسی طرح ہیرا کو لیس تو اس کا وطن جھنگ سیال بھی موجود ہے اور قوم سیال بھی پائی جاتی ہے اور کھیڑے اور رنگپور کا ذکر بھی ایک تاریخی ثبوت ہے اور جھنگ میں ہیرا کا مقبرہ بھی موجود ہے۔

ہیرا کا مقبرہ:

ہیرا کا مقبرہ جھنگ شہر کے ایک عام قبرستان میں ہے اور یہاں ہر سال عرس منعقد کیا جاتا ہے اور بے شمار اترین دنیا کے طول و عرض سے یہاں آتے ہیں اور نہایت عقیدت کے ساتھ حاضر ہوتے ہیں، ہیرا کے مقبرہ پر چڑھاوے چڑھائے جاتے ہیں، منتیں مانگی جاتی ہیں اور راگ و رنگ کی محافل سجائی جاتی ہیں۔

جھنگ کے ایک طالب علم نے ہیرا کے مقبرہ کی موجودہ خستہ خالی کا نقشہ اپنے ان اشعار میں یوں کھینچا ہے۔

بستی ہے اک ویران سی
چھائی ہوئی ہے خامشی
حسرت ہے اس جا برستی
عبرت ہے دامن تھامتی
اک خاک کا ٹیلہ ہے واں
حیران سا، ویران سا، سنسان سا

ٹیلے پہ ہے اک مقبرہ
 ٹوٹا ہوا ، پھوٹا ہوا
 قبروں سے ہے بالکل گھرا
 الو فقط ہے بولتا
 یہ خواب گاہ ہیر ہے
 حسرت نما ، عبرت نما ، حیرت نما

ہیر کا روضہ ان ناقد رشناسوں کے سوالوں کا جواب ہے جو اس قصہ کو غلط اور فرضی خیال کرتے ہیں۔

ہیر و رانجھا کا زمانہ:

ہیر و رانجھا کے قصہ کے زمانہ کے تعیین کے اعتبار سے مورخین میں اختلاف پایا جاتا ہے اور کچھ اسے اکبر کے زمانہ کا قصہ کہتے ہیں، کچھ اسے لودھیوں اور کچھ اسے بابر کے زمانہ کا قصہ کہتے ہیں۔ تاریخ ہند کا ایک ادنیٰ طالب علم بھی لودھیوں اور بابر کے درمیان ہونے والی خونریز جنگ سے واقف ہے اور لودھیوں کے خاتمہ کے بعد ہی بابر نے مغل سلطنت کی بنیاد رکھی جبکہ اکبر کا زمانہ ۱۵۵۶ء تا ۱۶۰۵ء ہے اور بابر کا زمانہ ۱۵۲۶ء تا ۱۵۳۰ء ہے اور ان کے آغاز و انجام کے درمیان قریباً تیس برس کا فرق ہے جو کسی بھی داستان کے زمانہ کے تعیین کے اعتبار سے کوئی بڑا فرق نہیں ہے۔

ہیر و رانجھا کے قصہ کے متعلق مورخین کی غالب اکثریت کا کہنا ہے کہ یہ اکبر کے زمانہ کا قصہ ہے اور اس ضمن میں سر رچرڈ ٹمپل لکھتے ہیں کہ یہ اکبر کا زمانہ تھا جبکہ دامور داس نے بھی اس قصہ کے زمانہ کو اکبر کا زمانہ بتایا ہے۔

بادشاہی جو اکبر سندی دن دن چڑھے سوائی

مبارز خان عادل شاہ سوری ۱۵۵۳ء تا ۱۵۵۶ء، عادل شاہ سوری پنجاب یا ملتان

کا حاکم تھا اور اسی کے متعلق حضرت سید وارث شاہ نے عدلی راجہ لکھا ہے اور اکبر کے عہد کا آغاز ۱۵۵۶ء ہے اور عادل شاہ کا عہد ۱۵۵۵ء میں ختم ہوا اور اس اعتبار سے اس قصہ کو اکبر کے زمانہ کا قصہ ہی کہا جاسکتا ہے۔

الفاظ ہیر و رانجھا کا تمثیلی استعمال:

پنجاب کی لوک و عشقیہ داستانوں کے فرضی ہونے کا شائبہ کسی حد تک صوفی شعراء کے کلام سے بھی پڑتا ہے کہ انہوں نے بعض الفاظ کو تمثیلی یا تشبیہی رنگ میں استعمال کیا اور بعض محققین نے اس تمثیلی مثال کے حقیقی معنی مراد لئے اور اس سلسلہ میں الفاظ ہیر و رانجھا کا استعمال بہت زیادہ ہوا۔

صوفی شعراء کا دستور رہا ہے کہ وہ ہر چیز کی نسبت خالق حقیقی یا معشوق ازلی کی جانب کرتے ہیں اور اگرچہ وہ عام الفاظ لکھتے یا بولتے ہیں مگر ان کے معنی وہ حقیقی مراد لیتے ہیں مجازی نہیں جیسے حافظ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ کی غزلوں میں شراب، پیالہ، صراحی، ساقی، میخانہ، شاہد، پیرمغاں وغیرہ کے الفاظ کا استعمال عام ہے جو بظاہر مجازی ہیں مگر حافظ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام میں ہمیشہ حقیقی یا اصلی معنوں میں استعمال ہوئے ہیں اور مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ نے مثنوی معنی کو شروع کیا تو ”نے“ اور اس کے ”نالہ فراق“ سے جو بظاہر مجازی معلوم ہوتے ہیں جبکہ درحقیقت ایسا نہیں ہے۔

پنجابی کے صوفی شعراء پر حافظ شیرازی اور مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر اکابر صوفیاء کے کلام کا بے حد اثر تھا لہذا انہوں نے اپنے کلام میں مجازی الفاظ کی صورت میں تشبیہ یا تمثیل یا استعارہ استعمال سے حقیقی معنوں کو پیش کیا اور ہیر و رانجھا کا کثرت سے استعمال کیا اور ہیر کو روح یا معشوق حقیقی کے معنی میں پیش کیا جبکہ رانجھا کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یا عاشق حقیقی یا پھر خاک کی جسم کے معنی میں استعمال کیا۔ اس ضمن میں چند مثالیں پیش خدمت ہیں۔

(۱) بقول علی حیدر ملتانی التتونی ۱۱۹۰ء:

الف ازل است دی یاری لگ رہی ہیر یتیم دی آ
 میں تاں رانجھا وچ رسولاں ڈٹھا مینوں قسم جے عرش عظیم دی آ
 اوہدے وہنڈے تے کمل منزل والا اوہدے ہتھ کھونڈی لیسین دی آ
 علی حیدر رانجھا اج پچھاتا اوہ تے ظاہر صورت میم دی آ
 اس صوفی شاعر نے یہاں ”کمل منزل والا“ سے مراد يَا أَيُّهَا الْمَزْمُولُ (اے کملی والے) لی ہے اور ”ہتھ کھونڈی لیسین“ قرآن کریم کی آیات:

يَسْ وَالْقُرْآنِ الْحَكِيمِ . إِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ .

”لیسین جو قرآن حکیم ہے بے شک تم پیغمبروں میں سے ہو۔“

سے ماخوذ ہے۔ ”ظاہر صورت میم“ کا مطلب محمد ہے۔

علی حیدر ملتانی نے اپنے اشعار میں ہیر رانجھا کا بکثرت استعمال کیا ہے مگر مضمون کی طوالت کی وجہ سے یہاں ایک مثال بیان کی ہے۔

(۲) بقول حضرت سید وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت سید وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی رانجھا کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے معنوں میں استعمال کیا ہے۔

اوہدے رہنڈے تے کمل منزل والا اوہدے ہتھ کھونڈی لیسین قاضی
 چھیڑو امتاں دانی پاک ہو یا رانجھے باجھ نہ ہیں جہین قاضی
 حضرت سید وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے تو ہیر رانجھا کو ختم کرنے کے بعد اپنے اس تمثیلی
 رنگ کو اور بھی نمایاں کر دیا اور فرمایا:

ہیر روح تے چاک قلوبت جانو بالنا تھ ایہہ پیر بنایا ای
 پنج پیر حواس ایہہ پنج تیرے جہاں تھا پنا شدھ نوں لایا ای
 قاضی حق جھبیل نیں عمل تیرے عیال منکر نکیر ٹھہرایا ای

کوٹھا گور عزرائیل ہے ایہہ کھیڑا جیہڑا لیندو ہی روح نوں دھایا ای
کیدو لنگا شیطان ملعون جانو جس نے وچ دیوان پھڑایا ای
سیاں ہیر دیاں زن گھربار تیرا جہاں نال پیوند بنایا ای
وانگ ہیر دے بنھ لے جان تینوں کے نال نہ ساتھ لدایا ای
جیہڑا بولدا ناطقہ و نچھلی ہے جس ہوش دا راگ سنایا ای
سہتی موت تے جسم ہے یار را بخھا ای نہاں دوہاں نے بھیر مچایا ای
شہوت بھابی تے بھکھ رنیل باندی جہاں جنتوں مار کڈھایا ای
جوگی ہے عورت گن پاڑ جس نے سبھ انگ بھبوت رمایا ای
دنیا جان ایویں چویں جھنگ پیکے گور کاڑا باغ بنایا ای
ترنجن ایہہ بد عملیاں تیریاں نیں کڈھ قبر تھیں دوزخے پایا ای
اوہ مسیت ہے ماؤں دا شکم بندے جس وچ شب روز لنگھایا ای
عدلی راجہ ایہہ نیک نیں عمل تیرے جس ہیر ایمان دویا ای
وارث شاہ میاں بیڑی پار کلمہ پاک زبان تے آیا ای
”ہیر کو روح تسلیم کرو اور چاک در حقیقت تمہارا جسم ہے جبکہ بالنا تھو وہ ہے
جس کو تم نے اپنا پیر بنایا۔ تمہارے پانچوں حواس در حقیقت پانچ پیر ہیں اور
ان کی پشت پناہی کی وجہ سے تم یہاں پر ہو۔ قاضی کو حق کا ملاح تسلیم کرو اور
عیال کو منکر نکیر خیال کرو۔ کوٹھا مانند قبر کے ہے اور کھیڑا ملک الموت ہے جو
روح قبض کرتے ہی چلا جاتا ہے۔ لنگڑا کیدو شیطان ملعون ہے جس نے
بھری محفل میں تمہیں رسوا کیا۔ ہیر کی سہیلیاں، عورتیں اور گھریہ سب وہ ہیں
جن سے تمہارا تعلق قائم ہوا۔ ہیر کی مانند تمہیں بھی باندھ کر لے جایا جائے گا
اور تمہارا مددگار کوئی نہیں ہوگا۔ تمہارے اندر کی پکار بانسری کی مانند ہے جو

تمہیں ہوش کا راگ سناتی ہے۔ سہتی کو موت خیال کرو اور جسم کو رانجھے کی مانند خیال کرو کہ دونوں نے ہی شور مچا رکھا ہے۔ شہوت کو مانند بھابی جانو اور بھوک کو رنیل باندی تصور کرو جس نے تمہیں جنت سے رسوائی کے ساتھ نکالا۔ جوگی کو عورت خیال کرو جو کان چھدوا کر تمہارے جسم کو خاک میں ملا دیتی ہے۔ دنیا کو جھنگ خیال کرو جو تمہارا میکہ ہے اور کالے باغ کو قبر خیال کرو۔ عورتوں کی محافل تمہارے برے اعمال ہیں جن کی بدولت جب تم قبر سے نکالے جاؤ گے پھر دوزخ میں ڈالے جاؤ گے۔ ماں کا پیٹ مسجد ہے جہاں تم نے اپنے شب و روز بسر کئے۔ عدلی راجہ تمہارے نیک اعمال ہیں جن کی بدولت تمہیں ہیر کا ایمان ملا۔ وارث شاہ (رحمۃ اللہ علیہ) جب کلمہ حق تیری زبان پر آیا تیرا بیڑا پار ہو گیا۔“

(۳) بقول حضرت بابا بلھے شاہ رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت بابا بلھے شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنی کافیوں میں ہیر و رانجھا کو بھی قریباً انہی معنوں میں استعمال کیا ہے:

ہیر رانجھے دے ہو گئے میلے
بھلی ہیر ڈھونڈیندی نیلے
رانجھن یار بغل وچہ کھیلے
سُدھ نہ رہیا سروت سنبھال

ڈاکٹر موہن سنگھ کا نظریہ:

ڈاکٹر موہن سنگھ دیوانہ نے قصہ ہیر رانجھا کو ایک اور نظریہ سے پیش کیا اور کہا کہ یہ قصہ ابتداء میں ہندو شکل میں تھا جبکہ مسلمان صوفی شعراء نے اسے اسلامی رنگ دے دیا اور ڈاکٹر موہن سنگھ اس کے متعلق لکھتا ہے:

”قصہ ہیرا، نجھا کی حقیقی شکل ہندو تھی اور اس کو موجودہ اسلامی رنگ میں منقوش کرنا کوئی مشکل کام نہ تھا۔“

(اورینٹل کالج میگزین)

قصہ ہیرا، نجھا کے ہندو ہونے کا ثبوت ڈاکٹر موہن سنگھ نے یوں دیا ہے:

۱۔ بنسی (را، نجھا کی و، نجھلی) کرشن سے لی گئی ہے۔

۲۔ فقر (را، نجھا کا جوگی بننا) گوپی چند کے قصہ کی نقل ہے۔

۳۔ سانپ کا کاٹنا (ہیرا کو کاٹنا چھو کر بہانا بنانا) نل دہنتی سے ماخوذ ہے۔

۴۔ قصہ کا انجام (ہیرا، نجھا کا غائب ہو جانا) رام اور سیتا کے انجام کے مشابہ ہے۔

ڈاکٹر موہن سنگھ دیوانہ کے اس نظریہ سے ہم اختلاف کرتے ہیں کیونکہ اگر اس قسم کی فرضی یا جزوی مشابہت سے ایک قصہ کا دوسرے قصہ سے نقل ہونا ثابت ہو تو دنیا کا شاید ہی کوئی قصہ ہو جو فردوسی کے شاہنامہ، ہزار داستان یا ہومر کی ایلید کی نقل ہونے سے محفوظ رہ سکے اور ان کتابوں میں انسانی جذبات یا حیات کا شاید ہی کوئی پہلو ایسا ہو جس کا ذکر نہ کیا گیا ہو، جس کا مکمل خاکہ نہ کھینچا گیا ہو اور اس میں اضافہ کرنا بھی مشکل نہ ہو۔

ایسی جزوی مشابہت کی تفسیر یا تشریح یہ ہے کہ انسان کی فطرت میں یہ عالمگیر یکسانیت پائی جاتی ہے خواہ وہ ایشیاء کے پرفضاء میدان ہوں یا بلند و بالا پہاڑ، افریقہ کے تپتے صحرا ہوں یا یورپ کے فلک بوس ایوان، علم و فضل یا تہذیب و تمدن کی اس ظاہری شکل میں کچھ نہ کچھ فرق ضرور پڑتا ہے مگر اس کا عنصر ہمیشہ حقیقی رہتا ہے بات صرف اس پر غور کرنے کی ہے۔ اگر اس قسم کی معمولی مشابہت کی بناء پر قصہ ہیرا، نجھا کو فرضی خیال کیا جائے تو پھر شیکسپیر کے قصہ رومیو اور جولیت کو بھی متشابہ کہا جاسکتا ہے اور اتفاق سے شیکسپیر اور ہیرا، نجھا کے مصنف ہم عصر بھی ہیں اور دونوں ہی سولہویں صدی میں گزرے ہیں۔

اس اعتبار سے قصہ ہیرا، نجھا کو شیکسپیر کی نقل بھی کہا جاسکتا ہے اور شیکسپیر کے قصہ

رومیو اور جولیت کو ہیرا پنچھا کی نقل کہا جاسکتا ہے جبکہ ان دونوں مصنفوں نے ایک دوسرے کو دور سے دیکھنا تو درکار خواب میں بھی نہ دیکھا ہوگا اور نہ ہی اس وقت ایک دوسرے کے قصہ کا مطالعہ کیا ہوگا اب ان میں موجود مشابہت ایک انسانی فطرت بھی ہو سکتی ہے اور انسانی فطرت میں موجود یکسانیت کی عکاسی بھی ہو سکتی ہے۔

ہم ڈاکٹر موہن سنگھ دیوانہ کی اس رائے سے متفق نہیں کہ قصہ ہیرا پنچھا کی ابتدائی شکل ہندو تھی اور مسلمان صوفی شعراء نے اسے قصہ کو توڑ موڑ کر اسلامی رنگ دے دیا اور اس کی تردیدی وجوہات ذیل ہیں۔

۱۔ پنجاب کی مشہور عشقیہ داستانیں یوسف زلیخا، لیلیٰ مجنوں، شیریں فرہاد، کسی بنوں، مرزا صاحبان، سوہنی مہینوال، ہیرا پنچھا اور پورن بھگت ہیں اور ان میں یوسف زلیخا کا قصہ اسلامی ہے اور لیلیٰ مجنوں کا قصہ عرب کے دور جاہلیت کا قصہ ہے جبکہ شیریں فرہاد کا قصہ ایرانی ہے اور سوہنی مہینوال اور مرزا صاحبان میں کسی قسم کا اسلامی رنگ شامل نہیں۔ پورن بھگت ہندو قصہ ہے اور اسے قادر یار نے نظم کی صورت دی اور ان قصوں میں سے کسی قصہ کو مسلمان صوفی شعراء نے اسلامی رنگ میں ڈھالنے کی کوشش نہیں اور اس کی گواہی پورن بھگت، شیریں فرہاد اور لیلیٰ مجنوں کے قصہ سے ہوتی ہے۔

۲۔ مسلمان شعراء نے ہیرا پنچھا کے قصہ کو پنجابی نظم کی صورت دی مگر اس کی جزئیات میں کوئی تصرف نہیں کیا ماسوائے حضرت سید وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے جنہوں نے اپنی جدت کی بدولت اس میں اضافہ کیا تاہم قاضی اور ہیر کے مباحثہ میں اگر اسلامی شریعت کا مختصر خاکہ بیان کیا گیا تو ناتھ اور جوگی کا مکالمہ اس بات کی عکاسی ہے کہ جوگ کی پوری حقیقت اور جوگیوں کے لب و لہجہ کو بھی بیان کیا گیا اور حضرت سید وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ اس جوگ کے مسئلہ کو اسلامی فقر کے رنگ میں ڈھال سکتے تھے مگر انہوں نے ایسا نہیں کیا اور یہ اس قصہ کو بیان کرنے میں دیانت داری کا بڑا ثبوت ہے۔ یہ بات مسلمہ ہے کہ کسی بھی مسلمان صوفی شاعر نے کسی

غیر اسلامی قصہ یا افسانہ کو خواہ مخواہ اسلامی رنگ دینے کی ہرگز کوشش نہیں کی اور نہ ہی اس کی ضرورت محسوس کی۔

۳۔ ہیرا، نچھا کے قصہ کو سولہویں صدی عیسوی کے محل وقوع کے اعتبار سے پرکھا جائے تو تب بھی یہ قصہ ہندو شکل میں ثابت نہیں ہوتا کہ پنجاب میں اس وقت مسلمانوں کی ایک کثیر تعداد موجود تھی اور اس قصہ کا محل وقوع شمال مغربی پنجاب کے علاقے تحت ہزارہ سرگودھا، جھنگ سیال اور رنگپور کھیڑیاں اسلامی علاقے تھے اور اس قصہ کے تمام افراد قریباً مسلمان ہیں اور ان کا تعلق مسلم اقوام سے ہے۔ سیال، رانچھے اور کھیڑے سب اکبر کے زمانہ سے قبل ہی مسلمان ہو چکے تھے اور ہیرا، نچھا کا قصہ ان لوگوں کی معاشرتی اور مذہبی حالت کو اجاگر کرتا ہے جس سے اس قصہ کو ہندو قصہ تسلیم کرنے کا کوئی قرینہ معلوم نہیں ہوتا ماسوائے ان فرضی مشابہت کے یعنی ونجلی، جوگ، انجام جس کی تردید ہم کر چکے۔

ہم یہ بیان کر چکے کہ عشقیہ داستانیں عموماً انسانی جذبات سے تعلق رکھتی ہیں اور ان میں یکسانیت عالمگیری ہے اور ان میں مذہب و ملت کی کوئی قید نہیں اور ان داستانوں کو کسی خاص مذہب یا ملت سے جوڑنا مناسب نہیں اور یہ شاعر کا اپنا زور بیان ہے یا پھر اس کلام کی تاثیر کہ وہ ہر پڑھنے والے کو اپنے حصار میں جکڑ لیتا ہے اور شاعر کو کسی مذہب کا سہارا لینے کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی اور نہ ہی قصہ کا اصلی یا فرضی ہونا شاعر کے کلام پر چنداں اثر ڈالتا ہے۔ حضرت سید وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی ہیرا کو مسلمان، ہندو، سکھ، عیسائی حتیٰ کہ ہر مذہب والے نہایت ذوق و شوق سے پڑھتے ہیں اور انہیں اس قصہ میں کسی اسلامی یا غیر اسلامی یا پھر اصلی یا فرضی کا احساس تک نہیں ہوتا۔



قصہ ہیرا پنجا کی مقبولیت کی وجہ

خطہ پنجاب میں عشقیہ اور رزمیہ قصوں یا نظموں کے پڑھنے کا چرچا ہمیشہ سے رہا ہے اور اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ قدرت نے اس سرزمین میں ایسے قصوں یا نظموں کی مقبولیت کے اسباب بہت وسیع پیمانہ پر پیدا کئے ہیں جن میں پنجاب میں حسن و عشق کے محرکات اور یہاں کی آب و ہوا اور قدرتی مناظر شامل ہیں۔

پنجاب کا اپنا نام ظاہر کرتا ہے کہ یہ پانچ دریاؤں ستلج، بیاس، راوی، چناب اور جہلم کا وہ علاقہ ہے جہاں بے شمار سرسبز و شاداب وادیاں اور بلند و بالا پہاڑوں نے قدرتی مناظر کو سحر انگیزی میں بدل دیا ہے، کہیں آبشاروں کی دلفریب موسیقی نے عجب سماں باندھ رکھا ہے اور کہیں برف سے ڈھکی بلند و بالا چوٹیاں ہیں اور کہیں لہلہاتے کھیت ہیں اور ان سب سے بڑھ کر یہ کہ پنجاب کی آب و ہوا انتہائی دلفریب ہے اور یہاں موسم بہار پوری دنیا میں اپنی جو بن کے اعتبار سے مشہور ہے جب مختلف انواع کے پھول کھلے ہوتے ہیں، سرسبز شاداب کھیت لہلہاتے ہیں اور درخت ایک عجب منظر پیش کرتے ہیں، ہری بھری گھاس زمرہ کی چادر بچھاتی ہے اور رنگ برنگ پرندے اپنے سروں سے لوگوں کے دل لہاتے ہیں اور خطہ پنجاب ایک چمن کا منظر پیش کرتا ہے۔ پنجاب کے لوگوں کو اللہ عز و جل نے حسن و جمال عطا کیا ہے اور پنجاب ان سب خوبیوں کی بدولت پوری دنیا میں اپنا ایک علیحدہ مقام رکھتا ہے اور اس انفرادیت کی بدولت مشہور و معروف ہے۔

محمد اکرم غنیمت کنجاہی گجراتی اپنی مثنوی ”نیرنگ عشق“ میں خطہ پنجاب کی توصیف

یوں بیان فرماتے ہیں۔

ندیم کشورِ غارت گر تاب
 بہ خوبہائے حسن آبادِ پنجاب
 چہ پنجاب انتخابِ ہفت کشور
 قسم خوردہ بہ خاش آبِ کوثر
 فضائے نشہ مستی ہواش
 زمین و آسماں ہا خاک پاش
 زلاش بادہ سازِ مستی عشق
 نسیمش روح بخشِ مستی عشق
 گلش بر خاک ہر جا سایہ انداخت
 زمین از آتشِ یاقوت بہ گداخت
 ز شوقِ آنکہ تا آید بہ پنجاب
 دل کشمیر صدرہ می شود آب
 خنک آنکس کہ در ایام سرما
 دریں گلشن بود گرم تماشا
 بہ گرما ہم ہواش دل نشین است
 ہوائے سرزمین عشق این است
 بناش چوں زروئے مہر جوشند
 شکر گویند گوہر می فروشند
 بہ خوبی باز کنعاں می برد دست
 بدیں دعوے کہ کردم شاہدے ہست

نواب احمد یار یکتا نے مثنوی یکتا میں ”کشور حسن خیز پنجاب“ کے تعریف و مدح ان اشعار میں بیان کی ہے۔

سر زمینے کہ عشق رباب است
کشور حسن خیز پنجاب است
مزرع حسن و دشت محبوبی
گلشن ناز و جنت خوبی
شہر و وہ باغ خرم و دلکش
از گل حسن گلشن آتش
غرض پنجاب ارض محبوبی است
یوسفستان عالم خوبی است

صاحب دیوان گرامی ہوشیار پوری نے ”حسن آباد“ پنجاب کی تصویر کشی اپنے اشعار میں کچھ اس انداز میں کی ہے۔

من و دل گرمے آہ جگر تاب
من و سر جوش حسن آباد پنجاب
برآمد حرف پنجاب از زانم
زباں شد موج کوثر درد ہانم
چہ می پرسی ز خاک و لفر پیش
فریب تو خطان جامہ ز پیش
اگر عشق است درد اہش با ہے
وگر حسن است از خاش گیا ہے
بجائے لالہ اش لیلے دمیدہ

بجائے بید مجنوں سرکشیدہ
 فرو گسترده در ہر گوشہ داسے
 قیامت قاتے محشر خراسے
 بدام آہواں شیراں اسیرند
 کہ ایں جا آہواں شیر گیرند

پنجاب کا محل وقوع:

پنجاب محل وقوع کے اعتبار سے اس مقام پر ہے جہاں سے کئی بیرونی حملہ آور ہندوستان میں داخل ہوئے اور اہل پنجاب سے ان کا مقابلہ ہوا اور دشمن نے ہر معرکہ میں یہاں کے لوگوں کی بہادری و ہمت پر انہیں دادِ شجاعت سے نوازا اور اہل پنجاب کے کئی جوانمرد ایسے تھے جنہوں نے اپنی بہادری کا لوہا منوایا اور ایثار و قربانی اہل پنجاب کا خاصہ رہا ہے۔

پنجاب ایک متمدن خطہ ہے جس کی آب و ہوا نشاط انگیز اور خطہ چمن زار ہے اور اس کا حسن و دلفریب ہے۔ جب ایک ایسے خطہ کے لوگ جو اپنی شجاعت و مردانگی میں بے مثل ہوں ان میں عشق و محبت کا پہلو پایا جانا بھی ایک فطری امر ہے۔

پنجاب کے ان عاشقانہ جذبات کے اظہار کا ذریعہ عموماً گیت یا باقاعدہ منظوم قصے ہیں اور ان قصوں کو مقبولیت ملنا ایک قدرتی امر ہے۔

تصوف اور عشقیہ قصے:

ہندوستان پر روز بروز ہونے والے بیرونی حملوں اور روز روز کی خانہ جنگی سے دنیا کی بے ثباتی کا منظر ہر وقت لوگوں کی نگاہوں میں رہتا تھا اور کبھی کوئی قبیلہ برسر اقتدار ہوتا اور کبھی کوئی قبیلہ انقلابِ زمانہ میں اپنی جگہ کھو بیٹھتا۔ اس بے ثباتی اور معاشرتی ناہمواری کی وجہ سے صوفیانہ خیالات کی ترویج لوگوں کے لئے اکسیر کا کام کرتی گئی اور صوفیانہ خیالات نے لوگوں کے قلوب میں جگہ بنالی اور یہ صوفیانہ خیالات کسی بھی طرح اسلام کی بنیادی تعلیم

کے منافی نہ تھے جس کی وجہ سے لوگوں کے لئے اسے قبول کرنا آسان ہوتا گیا۔

اسلامی لشکر جب ہندوستان میں آئے تو وہ اپنی تہذیب و تمدن بھی لائے جس میں علم و ادب کا بڑا عمل دخل تھا مثلاً مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ کی مثنوی، حافظ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ کا دیوان، عمر خیام اور ابوسعید ابوالخیر رحمۃ اللہ علیہ کی رباعیاں، حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کی گلستاں و بوستاں جو صوفیانہ عقائد کی شاہکار ہیں اور ان میں سے بیشتر کتب اسلامی نصاب کا حصہ بنی ہیں۔ مثنوی مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام نے لوگوں کو اپنے سحر میں جکڑ لیا اور ان کی شہرت عام ہوئی۔

سترہویں صدی عیسوی عہد جہانگیری میں جب پنجاب کا نصابِ تعلیم پنجابی زبان میں مرتب ہوا تو عربی و فارسی کی کئی کتب کے پنجابی زبان میں ترجمے ہوئے اور پنجابی شعراء نے حافظ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ کے قصہ یوسف زلیخا اور مقبل کی ہیرا پنچا کو پنجابی زبان میں نظم کیا۔ خطہ پنجاب میں بے شمار صوفیاء کرام وہ تھے جو ہجرت کر کے یہاں آئے اور پھر یہیں مستقل قیام فرمایا ان میں حضرت سیدنا علی بن عثمان الہجوری الجلابی المعروف حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کا نام نمایاں ہے۔ ان صوفیاء کرام کی تعلیمات اور ان کی صحبت میں پنجاب میں بھی بے شمار اولیاء اللہ رحمۃ اللہ علیہ پیدا ہوئے جن میں شیخ الشیوخ و العالم حضرت شیخ بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کا نام نمایاں ہے۔ ان اولیاء اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات اور ان کے نصائح نے لوگوں کا رجحان تصوف کی جانب مائل کیا اور لوگ ان اولیاء اللہ رحمۃ اللہ علیہ سے دلی محبت رکھتے تھے اور ان نیک لوگوں کی تحریک پر بے شمار لوگ دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔

تصوف اور عشق ایک ہی چیز ہیں اور یہ کوئی دو علیحدہ علیحدہ چیزیں نہیں۔ عشق و معرفت تصوف کے ہی اہم جزو ہیں اور اگر تصوف کی مثال ایک درخت کی سی ہو تو عشق اس کی جڑ ہے اور دونوں کا تعلق بہت گہرا ہے۔ تصوف کے نظریات کے ساتھ عشق کے نظریات کو بھی فروغ ملا اور یہی وجہ ہے کہ عشقیہ کلام اور عشقیہ قصوں نے بھی شہرت پائی۔

قصہ ہیرا پنجا کی مقبولیت کی وجہ:

کنہیا لال ہندی نے نگارین نامہ میں لکھا ہے۔

چوں قصہ بہ پنجاب است مشہور

ہمیشہ بر زبان خلق مذکور

کتابے چند دیدم اندریں باب

نوشتہ در زبان ملک پنجاب

خطہ پنجاب میں جو مقبولیت ہیرا پنجا کے قصہ کو حاصل ہوئی وہ اور کسی قصہ کا مقدر نہیں بنی۔ یوسف زلیخا کا قصہ ایک درد بھرا اور معنی خیز قصہ ہے اور اسے مذہبی حیثیت بھی حاصل ہے اور قرآن مجید میں اس قصہ کو ”احسن القصص“ کے نام سے یاد کیا گیا ہے تاہم یہ حقیقت بھی پیش نظر رہے کہ ہیرا پنجا کو جو مقبولیت پنجاب میں حاصل ہوئی اس کے آگے یوسف زلیخا کا قصہ بھی مانند پڑ گیا اور ہیرا پنجا کی مقبولیت کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اسے مسلمان صوفی شعراء کے علاوہ ہندو شعراء، سکھ شعراء اور دیگر مذاہب کے شعراء نے بھی نظم کی صورت دی اور اس قصہ کو نہ صرف پنجابی زبان میں بلکہ فارسی اور اردو زبان میں بھی بیان کیا گیا اور فارسی کے چھ شعراء اس قصہ کو نظم کرنے کا شرف حاصل کر چکے ہیں جو اس قصہ کی مقبولیت کو ظاہر کرتا ہے اور پنجابی شعراء کی تعداد قریباً تیس ہے جنہوں نے ہیرا پنجا کے قصہ کو نظم کیا۔

ہیرا پنجا کے مقبولیت کی ایک وجہ یہ ہے کہ اس کے سارے کردار خطہ پنجاب سے تعلق رکھتے ہیں اور اس قصہ میں پنجاب کی دیہاتی زندگی کو اجاگر کیا گیا ہے اور معاشرتی امور جن میں دیور بھابی کی لڑائی، زمینداروں کے ہاں موجود ملازموں کا رہن سہن، جائیداد کی تقسیم، دیہاتی علاقوں میں ہونے والی شادی کی رسومات اور پیرو مرید کے باہمی تعلق کے ساتھ ساتھ جعلی پیروں، ملاؤں اور نیم حکیموں کے کرداروں کو بھی بیان کیا گیا ہے اور یہ سب

اس قصہ کی خوبصورتی میں اضافہ کرتے ہیں جبکہ دیگر قصوں میں اس قدر دلچسپی کے سامان موجود نہیں ہیں۔

یوسف زلیخا کا قصہ خطہ پنجاب میں اس وقت سے مقبولیت حاصل نہ کر سکا کہ اس قصہ کا پنجاب کے رہن سہن سے کوئی تعلق نہیں اور اس قصہ میں کسی بھی پنجابی کی دلچسپی کا سامان موجود نہیں اور یہ قصہ مکمل اسلامی قصہ ہے اور اس میں مذہبی پہلو کو اجاگر کیا گیا ہے نہ کہ معاشرتی اور تمدنی پہلو کو۔ اس کے علاوہ یوسف زلیخا کے قصہ کو پنجاب میں مقبولیت نہ ملنے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اسے کسی پنجابی کے قادر الکلام شاعر نے نظم نہیں کیا جس طرح ہیر رانجھا کے قصہ کو کیا گیا۔



ہیروارث شاہ کی منفرد حیثیت

حضرت سید وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی ”ہیروارث شاہ“ کو اس وجہ سے بھی انفرادیت حاصل ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس قصہ کو نظم کرنے میں محاوروں اور ضرب الامثال کا استعمال نہایت خوبصورتی کے ساتھ کیا ہے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس وقت کے دیہاتی ماحول کی عکاسی نہایت خوبصورت انداز میں کی ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کرداروں کے جذبات کو حقیقی رنگ میں پیش کیا ہے اور اس وقت کے معاشرہ میں موجود اصلاحی پہلوؤں کو اجاگر کیا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس قصہ میں موجود اسرار و رموز کو نہایت عمدگی کے ساتھ بیان کیا ہے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اشعار کی ترتیب اور اس قصہ کو بیان کرنے میں الفاظ کا استعمال اس قدر خوبصورت ہے کہ یہ قاری کو اپنے سحر میں جکڑ لیتا ہے اور پڑھنے والا اس کے حسن میں اس قدر کھو جاتا ہے کہ وہ دنیا و مافیہا سے بے خبر ہو جاتا ہے۔

حضرت سید وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ عربی، فارسی، ہندی اور دیگر کئی زبانوں پر عبور رکھتے تھے مگر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ان سب کے باوجود ”ہیروارث شاہ“ کو نظم کرنے کے لئے پنجابی زبان کا سہارا لیا اور اس کی بڑی وجہ یہ تھی کہ پنجابی زبان میں ایک چاشنی پائی جاتی ہے اور زبان کی مٹھاس اپنے اندر ایک اپنائیت سموائے ہوئے ہے اور اس کے علاوہ خطہ پنجاب میں پنجابی زبان کو جو عروج حاصل ہے وہ دیگر کسی زبان کو حاصل نہیں ہوا۔

حضرت سید وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی ”ہیروارث شاہ“ کی منفرد حیثیت اس لئے بھی نمایاں ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے معاشرتی بے حسی اور معاشرہ میں پائی جانے والی برائیوں کی

نشاندہی کی ہے اور معاشرہ میں موجود رسم و رواج کو نہایت عمدگی کے ساتھ بیان کیا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے پنجاب کے سیاسی و معاشرتی و مذہبی حالت کو بھی بیان کیا ہے اور پنجاب میں سکھوں کے ہونے والے حملوں اور اس کے بعد کی صورتحال کو بھی بیان کیا ہے۔

اس حقیقت سے انکار ممکن نہیں کہ قصہ ہیرا نچازباں زدو عام ہے مگر اس حقیقت سے بھی انکار ممکن نہیں کہ اس قصہ کو جو شہرت حضرت سید وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے قلم نے دی وہ کسی دوسرے قلم سے نہ ملی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی قادر الکلامی اور انفرادیت نے اس قصہ کو آسمان کی بلندیوں پر پہنچا دیا اور اس قصہ کی بدولت آپ رحمۃ اللہ علیہ کو بھی شہرت دوام حاصل ہوئی۔ حضرت سید وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی ”ہیر وارث شاہ“ میں جذبات کی صحیح ترجمانی کی گئی ہے اور کرداروں کے درمیان ہونے والی نوک جھونک اور ان کے مابین مکالموں کو نہایت خوبصورتی کے ساتھ بیان کیا ہے جس سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی قادر الکلامی اور الفاظ کے خوبصورت استعمال کے فن کی عکاسی ہوتی ہے۔

حضرت سید وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے ”ہیر وارث شاہ“ میں اسرار و رموز کے قیمتی موتی بیان کئے ہیں اور معرفت پر سیر حاصل گفتگو کی ہے۔ اس کے علاوہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے تمام کرداروں کو ان کے صحیح مقام اور صحیح موقع پر بیان کیا ہے اور اس بات کا خاص خیال رکھا ہے کہ پڑھنے والے کا تسلسل خراب نہ ہو۔

حضرت سید وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی ”ہیر وارث شاہ“ کی مقبولیت کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے دیگر شعراء کی نسبت اپنے کلام میں اشعار کو اس عمدگی سے بیان کیا ہے کہ وہ موقع کی نسبت سے اور اپنے مقام کے اعتبار سے درست دکھائی دیتے ہیں اور تنقید نگاروں کو تنقید کا موقع فراہم نہیں کرتے۔

دیگر شعراء کا خراج تحسین پیش کرنا:

کسی بھی انسان کے لئے بہتر تعریف وہ ہوتی ہے جو اس کے مقابل کے منہ سے

ہو اور اس کا مقابل اس کے فن کا قدر دان ہو۔

میاں احمد یار گجراتی کو پنجابی کے ممتاز شعراء کی صف میں ایک خاص مقام حاصل ہے اور میاں احمد یار گجراتی نے بھی ”قصہ ہیرا رانجھا“ کو نظم بند کیا ہے مگر وہ اپنے اس قصہ کے اختتام پر حضرت سید وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ کو ذیل کے اشعار میں خراج تحسین پیش کرتے ہیں اور اپنی کم علمی کا اعتراف کرتے ہیں۔

وارث شاہ جنڈیالے والے واہ واہ ہیر بنائی
میں بھی ریس او سے دی کر کے لکھی توڑ نبھائی
جو انکل مضمون نمھن دی اوہنوں سو میں ناہیں کائی
وڈا تعجب آوے یارو ، دیکھ اُسدی وڈیائی
کی آکھاں بولی تھاں لگدی ، کی گل ڈھکدی آئی
احمد یار کہی اس جیسی انکل میں نہیں آئی

حضرت میاں محمد بخش رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سید وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ کو ذیل کے اشعار کے ذریعے خراج تحسین پیش کیا ہے۔

وارث شاہ سخن دا وارث بندے کون انہاں نوں
حرف اوہدے تے انگل رکھنی ناہیں قدر آسا نوں
جیہڑی اوس چوہڑیٹی آکھی جے سمجھے کوئی ساری
ہک ہک سخن اندر خوشبوئیں وانگ پھلاں دے کھاری

انشاء اللہ خاں انشاء نے حضرت سید وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ کو اس شعر کے ذریعے خراج

تحسین پیش کیا ہے۔

سنایا رات کو قصہ جو ہیر رانجھے کا
تو اہل درد کو پنجابیوں نے لوٹ لیا

رائے بہادر کہدیا لال نے حضرت سید وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ کو ان اشعار کے ذریعے
خراج تحسین پیش کیا ہے۔

اگرچہ پیش ازیں وارث سخنداں
رقم کر دست نظم حال ایشاں
مگر نظمیں بہ پنجابی زبان است
کہ مطبوع دل پنجابیان است

پیر فضل گجراتی نے حضرت سید وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ کو ان اشعار کے ذریعے خراج
تحسین پیش کیا ہے۔

گلاں پکیاں پیڈیاں کرن والا
دانشوراں دے ویج پردھان وارث
نکتہ سنج وارث ، نکتہ نکتہ وارث
نکتہ فہم وارث ، نکتہ دان وارث
جبکہ صائم چشتی نے حضرت سید وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق کہا:
ہے وارث چن پنجاب دا جس گھر گھر کیتی لو
جس نے لے کے رسی منج دی دتے ہیرے لعل پرو

دیگر لوگوں کے تبصرے:

مقبول انور داؤدی نے حضرت سید وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ کو ان الفاظ میں خراج عقیدت

پیش کیا:

”قصہ ہیرا پنجا کو حقیقی مقبولیت حضرت سید وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے عطا
کی اور انہوں نے اس قصہ کو نہایت عمدگی کے ساتھ اور نہایت نکھرے
الفاظ کے ساتھ ترتیب دیا ہے۔“

میرزا ادیب نے حضرت سید وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق فرمایا:
 ”حضرت سید وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ آج بھی زندہ ہیں اور صدیوں تک
 زندہ رہیں گے۔“

پروفیسر جے چند نے ”ہیر وارث شاہ“ پر یوں تبصرہ کیا:
 ”ہندوستانی ادب میں ”ہیر وارث شاہ“ کے مقابل کوئی دوسری ادبی
 کتاب نہیں ہے۔“

رام بابو سکینہ نے حضرت سید وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ کو ان الفاظ میں خراج تحسین

پیش کیا:

”صد افسوس کہ اردو زبان میں کوئی وارث شاہ (رحمۃ اللہ علیہ) نہیں ہے۔“

سر جارج گریرین نے ”ہیر وارث شاہ“ کی مقبولیت کا اعتراف ان الفاظ میں کیا:

”حضرت سید وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف ”ہیر وارث شاہ“ بلاشبہ

پنجابی زبان کا ایک بڑا نمونہ ہے۔“

حضرت سید وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے ”ہیر وارث شاہ“ کے متعلق لوگوں کو اپنی رائے

دینے کا پورا حق دیا ہے جو اس کی انفرادی حیثیت کو اجاگر کرتا ہے۔

کھل ہانس داملک مشہور ماکا تھے شعر کینا نال راس دے میں

پرکھ شعر دی آپ کر لین شاعر گھوڑا پھیریا وچ نخاس دے میں

پر دھن گھبرو دیں وچ خوشیں ہو کے پھل بیجا واسطے باس دے میں

وارث شاہ نہ عمل دی راس میتھے کراں مان نما نڑا کاس دے میں



ہیروارث شاہ کے کردار

رانجھا:

رانجھے کا حقیقی نام ”دھیدو“ تھا اور وہ موجو چودھری کا بیٹا تھا جو تخت ہزارے میں کئی جاگیروں کا مالک تھا۔

ہیر:

ہیر جھنگ سیال کے سردار مہر چو چک کی بیٹی تھی جو اپنے حسن میں بے مثل تھی اور اس کی شادی سید اکھیڑا سے ہوئی۔

مہر چو چک:

مہر چو چک، ہیر کا باپ اور جھنگ سیال کا سردار تھا۔

ملکی:

ملکی، ہیر کی ماں تھی اور اس نے ہی ہیر کی شادی سید اکھیڑا سے کروائی۔

کیدو:

کیدو، ہیر کا رشتہ دار تھا اور لنگڑا تھا۔ کیدو بظاہر درویش بنا ہوا تھا مگر درحقیقت ایک منافق اور بد باطن شخص تھا۔

سید اکھیڑا:

سید اکھیڑا کا تعلق راجپوت قبیلہ سے تھا اور اس کی شادی ہیر سے ہوئی تھی۔ رنگپور

کے جنوب میں ایک لمبی قبر موجود ہے جسے مقامی لوگ ڈاڈا سدھ کہتے ہیں اور مشہور ہے کہ یہی قبر سید اکھیرا کی ہے۔

بالناتھ:

بالناتھ ایک جوگی تھا اور راجھانے جوگ، بالناتھ سے ہی لیا تھا۔

لڈن ملاح:

لڈن ملاح جس سے راجھے نے درخواست کی کہ وہ اسے دریا کے پار لے جائے مگر اس نے راجھے کو طعنے دیئے اور دریا کے پار لے جانے سے انکار کر دیا پھر اس کی دونوں بیویاں راجھے پر فریفتہ ہو گئی تھیں۔

مٹھی نائن:

ہیر کے گاؤں کی ایک نائن جو ہیر کے گھر کام کرتی تھی اور اسی نے ہیر اور راجھے کی ملاقات کا انتظام اپنے گھر کیا تھا۔



ہیر لکھنے کی ترغیب

حضرت سید وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی معرکہ الآراء تصنیف ”ہیر وارث شاہ“ اپنے دوستوں کی تحریک پر تحریر کی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا اظہار ”ہیر وارث شاہ“ کے ان اشعار میں کیا ہے۔

یاراں آساں نون آن سوال کینا عشق ہیر دا نواں بنایئے جی
ایس پریم دی جھوک دا سمھ قصہ ڈھب سوہنے سنایئے جی
نال عجب بہار دے شعر کر کے ، رانجھے ہیر دا میل ملائیئے جی
یاراں نال مجالساں وچ بہہ کے مزا ہیر دے عشق دا پاپیئے جی

حضرت سید وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے دوستوں کی فرمائش پر ”ہیر وارث شاہ“ ترتیب دی اور ”ہیر وارث شاہ“ کے اختتامی اشعار میں ایک مرتبہ پھر دوستوں کی اس تحریک اور ان کی ترغیب کا ذکر ان اشعار میں کیا۔

حکم من کے سجاں پیاریاں دا قصہ عجب بہار دا جوڑیا اے
فقرہ جوڑ کے خوب درست کینا نواں مھل گلاب دا توڑیا اے
بہت جیودے وچ تدبیر کر کے ، فرہاد پہاڑ نون پھوڑیا اے
سجا وین کے زیب بنا دتا جیہا عطر گلاب نچوڑیا اے

حضرت سید وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے ”ہیر وارث شاہ“ کی تحریر سے قبل اپنے بچپن کے دوستوں رحموں، ماچھی اور بشن چندر کے ہمراہ ان مقامات کا سفر کیا جن کا ذکر اس قصہ

میں موجود ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ سب سے پہلے گرو گورکھ ناتھ دوم کے ٹلہ ضلع جہلم پہنچے اور وہاں گرو گورکھ ناتھ کے چیلے تیرتھ ناتھ سے ملاقات کی اور جوگیوں کی عادات و اطوار کا بغور جائزہ لیا اور پھر اپنے دوستوں کے ہمراہ تخت ہزارہ پہنچے اور وہاں رانجھے سے منسوب مسجد اور ہیر سے منسوب حمام کو دیکھا اور پھر رانجھے کی مسجد میں کچھ عرصہ معتکف رہے۔ اس کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ جھنگ سیال گئے اور وہاں ایک بوڑھی عورت بھاگ بھری نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی میزبانی کے فرائض انجام دیئے۔ جھنگ سیال کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ رنگپور اور پھر کوٹ قبولہ گئے۔ کوٹ قبولہ میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سلیم چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پاک پر حاضری کا شرف حاصل کیا اور پھر پاک پتن تشریف لائے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ”ہیر وارث شاہ“ لکھنے کی ابتداء ملکہ ہانس میں کی اور ملکہ ہانس کی ایک مسجد میں ”ہیر وارث شاہ“ مکمل کی اور ”ہیر وارث شاہ“ کی تحریر سے قبل ان تمام ہیروں کا بھی مطالعہ کیا جو آپ رحمۃ اللہ علیہ سے قبل احاطہ تحریر میں لائی جا چکی تھیں۔



ہیر کب مکمل ہوئی؟

مورخین کے نزدیک حضرت سید وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی ”ہیر وارث شاہ“ کی تکمیل سے متعلق بھی مختلف آراء پائی جاتی ہیں مگر حضرت سید وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے ”ہیر وارث شاہ“ کے اختتامی اشعار میں اس بات کی جانب بھی اشارہ کیا ہے۔

سن یاراں سے اسیاں بنی ہجرت لے دیس وچ تیار ہوئی
 اٹھاراں سے تے تر یہاں سمتاں دی راجے بکرماجیت دی سار ہوئی
 جدوں دیس تے جٹ سردار ہوئے گھر و گھری جاں نویں سرکار ہوئی
 اشرف خراب کمین تازہ زمیندار نوں وڈی بہار ہوئی
 چور چودھری یار میں پاکدامن بھوت منڈلی اک تھوں چار ہوئی
 وارث جہاں نیں آکھیا پاک کلمہ بیڑی تنہاں دی عاقبت پار ہوئی
 ”ہجری سال ۱۱۸۰ میں لے دیس (ساہیوال اور ملتان کا درمیانی علاقہ) میں
 یہ کتاب مکمل ہوئی۔ ۱۸۲۳ء میں راجہ بکرماجیت کی حکومت تھی۔ جب اس
 ملک پر جاٹ حکمران ہوئے اور ہر جگہ نئی حکومتیں بن رہی تھیں۔ شریف
 لوگ خراب ہو رہے تھے اور کمینے لوگ ترقی کر رہے تھے اور زمینداروں پر
 بھی عجیب بہار کا سماں تھا۔ چور، چودھری بن گئے تھے اور پاکدامن کہلانے
 لگے تھے جبکہ بدنیت عروج پار ہے تھے۔ وارث شاہ (رحمۃ اللہ علیہ) جو لوگ کلمہ
 حق کہنے والے ہیں انہی لوگوں نے اپنی عاقبت سنواری ہے۔“

حضرت سید وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے ”ہیر وارث شاہ“ کے اختتامی اشعار میں ملکہ ہانس کا بھی ذکر کیا ہے۔

کھرل ہانس داملک مشہور ملکا تہھے شعر کیتا نال راس دے میں
 پرکھ شعر دی آپ کر لین شاعر گھوڑا پھیریا وچ نخاس دے میں
 پڑھن گھبرو دیس وچ خوشیں ہو کے پھل پچیا واسطے باس دے میں
 وارث شاہ نہ عمل دی راس میتھے کراں مان نماڑا کاس دے میں
 ”ملکہ کھرل ہانس مشہور جگہ ہے جہاں میں نے ان اشعار کو ترتیب دیا۔
 شعر کی پرکھ شاعر خود ہی کر لیں گے کہ میں نے گھوڑے کو منڈی میں گھما
 پھرا دیا ہے۔ جب جوان اسے پڑھیں گے تو ان کے دل خوش ہوں گے
 اور میں نے یہ خوشبودار پھول اسی لئے بویا ہے۔ وارث شاہ (رحمۃ اللہ علیہ)
 میرے پاس کوئی عمل نہیں ہے پھر میں عاجز کس بات پر فخر کر سکتا ہوں۔“



قصہ ہیرا رانجھا کے دیگر لکھاری

حضرت سید وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ سے قبل بھی قصہ ہیرا رانجھا کو کئی لوگوں نے نظم و نثری انداز میں ترتیب دیا اور ان کے متعلق حفیظ ہوشیار پوری نے اپنی تصنیف ”مثنویات ہیرا رانجھا“ میں ذکر کیا ہے۔

باقی کولابی:

باقی کولابی وہ پہلا شاعر ہے جس نے ۹۸۸ھ میں ہیرا رانجھا کو فارسی زبان میں نظم کی صورت دی اور باقی کولابی نے ہیر کے شوہر کا نام حسام لکھا ہے جبکہ حضرت سید وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر شعراء نے اس کا نام ”سیدا کھیڑا“ بیان کیا ہے۔

سعیدی:

سعیدی نے قصہ ہیرا رانجھا کو فارسی زبان میں مثنوی کی صورت میں ترتیب دیا اور اس نے اس قصہ کو ۱۶۲۷ء سے ۱۶۵۷ء کے درمیان نظم کیا۔

میتا پسر درویش چنابی:

میتا پسر درویش چنابی نے قصہ ہیرا رانجھا کو فارسی زبان میں ”ہیر و ماہی“ کے نام سے ۱۱۱۰ھ میں ترتیب دیا۔

گورداس کھتری:

گورداس کھتری نے قصہ ہیرا رانجھا کو فارسی زبان میں نثر کی صورت میں ۱۱۱۲ھ

سے ۱۱۲۱ھ کے درمیان ترتیب دیا۔

فقیر اللہ آفرین:

فقیر اللہ آفرین نے قصہ ہیرا پنجا کو غزلوں کی صورت دی اور انہوں نے اس پر

ایک دیوان ۱۱۲۳ھ میں مرتب کیا۔

نواب احمد یار خاں یکتا:

نواب احمد یار خاں یکتا نے قصہ ہیرا پنجا کو مثنوی کے انداز میں فارسی زبان میں

ترتیب دیا۔

منسارام خوشابی:

منسارام خوشابی نے قصہ ہیرا پنجا کو نثری اور نظم دونوں انداز میں فارسی زبان

میں ۱۱۵۷ھ کو ترتیب دیا۔

میر قمر الدین منت دہلوی:

میر قمر الدین منت دہلوی نے ۱۱۵۹ھ میں قصہ ہیرا پنجا کو فارسی زبان میں نظم

کیا۔

منشی سندرداس آرام:

منشی سندرداس آرام نے قصہ ہیرا پنجا کو ۱۱۷۳ھ میں فارسی زبان میں نظم کیا۔

منشی شیوک رام عطار دتتوی:

منشی شیوک رام عطار دتتوی نے قصہ ہیرا پنجا کو ”محبت نامہ“ کے عنوان سے

فارسی زبان میں نثری انداز میں ترتیب دینا شروع کیا مگر وہ اسے مکمل نہ کر سکے۔

ہری داس:

ہری داس وہ پہلا شاعر ہے جس نے قصہ ہیرا پنجا کو مغل بادشاہ ظہیر الدین بابر

اور ہمایوں کے دور میں ہندی زبان میں ترتیب دیا۔

گنگ بھٹ:

گنگ بھٹ نے قصہ ہیرا پنچا کو ہندی زبان میں مغل بادشاہ اکبر کے زمانہ میں نظم کیا۔

دمودرداس دمودر:

قصہ ہیرا پنچا کو پنجابی زبان میں سب سے پہلے دمودرداس دمودر نے نظم کیا۔

احمد گجر:

احمد گجر نے ۱۱۰۴ھ میں قصہ ہیرا پنچا کو پنجابی زبان میں نظم کیا۔

بھائی گورداس بھلا:

بھائی گورداس بھلا سکھوں کے تیسرے گرو ہیں جنہوں نے قصہ ہیرا پنچا کو ۱۱۱۹ھ میں پنجابی زبان میں تحریر کیا۔

شاہ چراغ:

شاہ چراغ نے ۱۱۲۱ھ میں قصہ ہیرا پنچا کو پنجابی زبان میں نظم کیا۔

شاہ جہان مقبل:

شاہ جہان مقبل نے ۱۱۶۰ھ میں قصہ ہیرا پنچا کو پنجابی زبان میں نظم کیا۔

گرو گوبند سکھ:

گرو گوبند سکھ نے قصہ ہیرا پنچا کے کچھ اشعار اور دو ہڑوں کو پنجابی زبان میں نظم کیا اور انہیں سکھوں کی متبرک کتاب وسم گرتھ میں شامل کیا۔

علاوہ ازیں حضرت سید وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے بعد بھی کئی لوگوں نے قصہ ہیرا پنچا کو نظم اور نثری انداز میں بیان کیا جن کے نام ذیل ہیں۔

میر عظیم الدین عظیم تنوی:

میر عظیم الدین عظیم تنوی، میر فتح علی خاں کا درباری شاعر تھا اور اس نے ۱۲۱۲ھ میں ”مثنوی ہیرا نچھا“ کے عنوان سے قصہ ہیرا نچھا کو فارسی زبان میں مرتب کیا۔

میر ضیاء الدین ضیاء تنوی:

میر ضیاء الدین ضیاء تنوی نے قصہ ہیرا نچھا کو ”مثنوی ہیرا نچھا“ کے عنوان سے

۱۲۱۵ھ میں ترتیب دیا۔

موہن داس آزاد:

موہن داس آزاد نے میر مراد علی اور میر کرم علی کے زمانہ میں ۱۲۲۰ھ میں مثنوی

ہیرا نچھا کے عنوان سے قصہ ہیرا نچھا کو فارسی زبان میں ترتیب دیا۔

علی بیگ:

۱۲۲۰ھ میں علی بیگ نے قصہ ہیرا نچھا کو فارسی زبان میں نثری انداز میں مرتب

کیا۔

نواب ولی محمد خاں لغاری:

نواب ولی محمد خاں لغاری نے ۱۲۲۷ھ میں قصہ ہیرا نچھا کو فارسی زبان میں نظم

کیا۔

مفتی غلام سرور لاہوری:

۱۲۳۹ھ میں مفتی غلام سرور لاہوری نے بھی قصہ ہیرا نچھا کو نظم کیا۔

عبرتی عظیم آبادی:

عبرتی عظیم آبادی نے قصہ ہیرا نچھا کو ”سراجِ محبت“ کے نام سے فارسی زبان

میں نثری انداز میں ۱۲۵۲ھ میں تحریر کیا۔

فقیر قادر بخش بیدل:

۱۲۸۹ھ میں فقیر قادر بخش بیدل نے قصہ ہیرا رانجھا کو ایک طویل قطعہ کی صورت

میں فارسی زبان میں تحریر کیا۔

کنہیا لال:

قصہ ہیرا رانجھا کو ہندی زبان میں ۱۳۰۲ھ میں کنہیا لال نے تحریر کیا اور کنہیا لال کی

اس تحریر کے متعلق کہا جاتا ہے کہ اس نے مفتی غلام سرور لاہوری کے قصہ ہیرا رانجھا کو ہندی

زبان میں ترجمہ کیا۔



”ہیر وارث شاہ“ اسرار و معرفت کا خزانہ

حضرت سید وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے ”ہیر وارث شاہ“ میں اسرار و معرفت کا ایک خزانہ سمودیا ہے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس قصہ کے اختتام پر حقائق و معارف کو کچھ اس انداز میں بیان کیا ہے کہ قارئین اگر اس قصہ کا بغور مطالعہ کرے تو وہ ان اسرار و معرفت کے خزانوں کو پاسکے گا۔

ہیر روح تے چاک قلبوت جانو بالنا تھ ایہہ پیر بنایا ای
 پنج پیر حواس ایہہ پنج تیرے جہاں تھاپنا ٹدھ نوں لایا ای
 قاضی حق جھبیل نین عمل تیرے عیال منکر نکیر ٹھہرایا ای
 کوٹھا گور عزرائیل ہے ایہہ کھیڑا جیہڑا لیندو ہی روح نوں دھایا ای
 کیدو لنگا شیطان ملعون جانو جس نے وچ دیوان پھڑایا ای
 سیاں ہیر دیاں رن گھربار تیرا جہاں نال پیوند بنایا ای
 وانگ ہیر دے بنھ لے جان تینوں کسے نال نہ ساتھ لدایا ای
 جیہڑا بولدا ناطقہ و نجھلی ہے جس ہوش دا راگ سنایا ای
 سہتی موت تے جسم ہے یار رانجھا ایہہاں دوہاں نے بھیڑ مچایا ای
 شہوت بھابی تے بھٹکھ رہیل باندی جہاں جنتوں مار کڈھایا ای
 جوگی ہے عورت گن پاڑ جس نے سہ اُنگ بھبوت رمایا ای
 دنیا جان ایویں چویں جھنگ پیکے گور کلا باغ بنایا ای

ترنجن ایہہ بد عملیاں تیریاں نیں کڈھ قبر تھیں دوزخے پایا ای
اوہ مسیت ہے ماؤں داشکم بندے جس وچ شب روز لنگھایا ای
عدلی راجہ ایہہ نیک نیں عمل تیرے جس ہیر ایمان دوایا ای
وارث شاہ میاں بیڑی پار کلمہ پاک زبان تے آیا ای
”ہیر کو روح تسلیم کرو اور چاک در حقیقت تمہارا جسم ہے جبکہ بالنا تھ وہ ہے
جس کو تم نے اپنا پیر بنایا۔ تمہارے پانچوں حواس در حقیقت پانچ پیر ہیں اور ان
کی پشت پناہی کی وجہ سے تم یہاں پر ہو۔ قاضی کو حق کا ملاح تسلیم کرو اور عیال
کو منکر نکیر خیال کرو۔ کوٹھا مانند قبر کے ہے اور کھیڑا ملک الموت ہے جو روح
قبض کرتے ہی چلا جاتا ہے۔ لنگڑا کید و شیطان ملعون ہے جس نے بھری محفل
میں تمہیں رسوا کیا۔ ہیر کی سہیلیاں، عورتیں اور گھریہ سب وہ ہیں جن سے تمہارا
تعلق قائم ہوا۔ ہیر کی مانند تمہیں بھی باندھ کر لے جایا جائے گا اور تمہارا مددگار
کوئی نہیں ہوگا۔ تمہارے اندر کی پکار بانسری کی مانند ہے جو تمہیں ہوش کا
راگ سناتی ہے۔ سہتی کو موت خیال کرو اور جسم کو رانجھے کی مانند خیال کرو کہ
دونوں نے ہی شور مچا رکھا ہے۔ شہوت کو مانند بھابی جانو اور بھوک کو رنیل
باندی تصور کرو جس نے تمہیں جنت سے رسوائی کے ساتھ نکالا۔ جوگی کو عورت
خیال کرو جو کان چھدوا کر تمہارے جسم کو خاک میں ملا دیتی ہے۔ دنیا کو جھنگ
خیال کرو جو تمہارا میکہ ہے اور کالے باغ کو قبر خیال کرو۔ عورتوں کی محافل
تمہارے برے اعمال ہیں جن کی بدولت جب تم قبر سے نکالے جاؤ گے پھر
دوزخ میں ڈالے جاؤ گے۔ ماں کا پیٹ مسجد ہے جہاں تم نے اپنے شب و روز
بسر کئے۔ عدلی راجہ تمہارے نیک اعمال ہیں جن کی بدولت تمہیں ہیر کا ایمان
ملا۔ وارث شاہ (رحمۃ اللہ علیہ) جب کلمہ حق تیری زبان پر آیا تیرا بیڑا پار ہو گیا۔“

حکیم عبدالغفور کہتے ہیں ہیر وارث شاہ درحقیقت ایک عاشق اور محبوبہ کی داستان نہیں بلکہ یہ جسم اور روح کی کہانی ہے جو انسان کی پیدائش سے اس کی موت تک کی کہانی ہے اور پڑھنے والوں کے لئے راہِ نجات ہے۔

چودھری محمد افضل خاں نے ”ہیر معرفت دے رنگ وچ“ میں ہیر وارث شاہ میں حضرت سید وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کے اختتامی اشعار سے معرفت کی علامات کو یوں بیان فرمایا ہے۔

روح	ہیر
جسم	چاک، رانجھا
انسان کے پانچ حواس	پنچ پیر
شیطان لعین	کید و لنگڑا
حق	قاضی
نکیرین	عیالی
انسان کے اعمال	جھبیل
قبر	کوٹھا
نفس امارہ	ونجھلی
ملک الموت	سیدا کھیڑا
عورت	جوگ
موت	سہتی
شہوت	بھابی
انسان کے نیک اعمال	عدلی راجہ
بھوک	ریٹل باندی

مال کا پیٹ	میت
دنیا	جھنگ
انسان کے برے اعمال	ترنجن
دنیا	جھنگ
دنیا میں انسان کے اچھے برے اعمال	سیالوں کی بھینسیں



تصوف اور حضرت سید وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ

حضرت سید وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ بلاشبہ تصوف کے بڑے شیدائی ہیں اور تصوف کے اسرار و رموز پر سیر حاصل گفتگو کرتے ہوئے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے تصوف میں سالک کے لئے خود کو خاک میں ملانا، اپنے اندر موجود غرور و تکبر کو ختم کرنا، حرص و بخل کو ختم کرنا، صبر و تحمل کا مظاہرہ کرنا اور ہمیشہ دنیاوی آلائشوں سے اپنے دامن کو پاک رکھنا لازم قرار دیتے ہیں۔

ناؤں فقر دا بہت آسان لینا

کھرا کٹھن ہے جوگ کماونا وو

راہ فقر کی کٹھنائیوں کا ذکر کرتے ہوئے حضرت سید وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں فقیر کے اندر صبر و تحمل کا مادہ ہونا ضروری ہے اور جب تک فقیر میں صبر کا مادہ نہیں ہوگا وہ اپنی منزل حقیقی کو نہیں پاسکے گا۔

گھوڑا صبر دا ذکر دی واگ دے کے

نفس مارنا کم بھجنگیاں دا

چھڈ زراں تے حکم فقیر ہون

ایہہ کم ہے ماہنواں چنگیاں دا

حضرت سید وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں فقر سکون قلب اور استقامت کا نام ہے اور فقیر کی نگاہ کیمیا ہوتی ہے۔ فقیر دنیا سے بے نیاز ہوتا ہے اور وہ اللہ عزوجل کے سوا کسی اور پر بھروسہ نہیں کرتا۔

فقر پاک آلود جہان کولوں دنیا دار بھرے بخل کینیا ندے
وارث شاہ فقیر دی نظر اینویں جو یں پارس ہے اُپر لو ہنیا ندے

صوفیاء کے نزدیک انسان ایک ایسی مخلوق ہے جس میں جماد، نبات، حیوان اور
فرشتہ کی خصوصیات پائی جاتی ہیں گویا کہ انسان خود ایک جہان کا نام ہے۔ اگر انسان اس
جہان یا اس جہان کے خالق کو تلاش کرنا چاہتا ہے تو اسے چاہئے کہ وہ اسے اپنے اندر تلاش
کرے اور اگر اس نے خود کو پہچان لیا گویا اس نے رب کو پہچان لیا۔
ایس ملک وجود دا سیر وکھا
بناں راہراں راہ نہ آیائی
اندر وکھ توں اپنے آپ وڑ کے
تینوں راہ طریق سمجھائی

حضرت سید وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے کلام میں نظریہ ہمہ اوست کو بھی نہایت عمدہ

الفاظ میں بیان کیا گیا ہے۔

مالا منکیاں وچہ جیوں اک دھاگا تو یں سرب کے بیچ سمارہیا
ساہ جیوندیاں وچہ ہے جان وانگوں نشہ بھنگ افیم وچہ آرہیا
جو یں پتریں مہندی دے رنگ رچیا تو یں جان جہاں میں آرہیا
جو یں رگت سریر وچہ سانس اندر تو یں جوت میں جوت سمارہیا

عشق و محبت، فقر و درویشی کی روح رواں ہیں اور مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ
عشق و محبت الہی کو تمام جسمانی و روحانی بیماریوں کا علاج قرار دیتے ہیں اور عشق حقیقی کو
بے شمار صوفی شعراء نے اپنے اپنے رنگ میں بیان کیا ہے۔ حضرت سید وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ
کے کلام میں بھی عشق حقیقی کا رنگ نمایاں ہے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے کلام میں متعدد مقامات
پر عشق حقیقی اور عاشقوں کے طریق پر گفتگو کی ہے۔

جہاں صدق یقین تحقیق کیتا
مقبول درگاہ اللہ دے دے
جہاں اک دا راہ درست کیتا
انہاں فکر اندیشہ دے گاہ دے دے

حضرت سید وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے راہِ عشق میں درپیش مسائل کی بھی نشاندہی کی
اور راہِ عشق میں پیش آنے والی مشکلات کا بھی ذکر کیا ہے۔

جتھے عشق دریا دی موج آوے
اوتھے اوکھیاں ترنیاں تاریاں نی
جہاں عشق توں جان قربان کیتی
انہاں بخشیاں رب سرداریاں نی

عشق حقیقی میں عاشق کے لئے اولین شرط رازداری کی ہے اور عاشق کے لئے
توحید پرست اور راست گو ہونا ضروری ہے۔ عشق میں جس نے رازِ خداوندی کو ظاہر کیا گویا
اس نے مصیبت کو خود ہی دعوت دی۔

رسم ایس جہان دی چپ رہنا
مونہوں بولیا سوئی اوہ ماریائی
منصور نے عشق دا بھیت دتا
اوہنوں ترت سولی اتے چاہڑیائی

تصوف میں اخلاق کا بہت گہرا عمل دخل ہے اور تصوف فی الحقیقت علم و عمل کا
مجموعہ ہے اور اللہ عزوجل کے نیک بندے خود مجسم اخلاق تھے۔ حضرت سید وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ
بھی مجموعہ اخلاق، اعمالِ صالحہ، صداقت و شجاعت، سخاوت و مروت اور جھوٹ و غیبت سے
پاک عاشق حقیقی تھے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ ایمان کی سلامتی کے لئے انسان کو اعمالِ صالحہ کا درس

دیتے ہیں۔

دولت دین تے دھرم ایمان سمجھے
 وارث شاہ ہے نال کہائیاں دے
 عمل بغیر علم کے اور علم بغیر عمل کے کچھ نہیں اور حضرت سید وارث شاہ رحمہ اللہ بھی
 اس نقطہ کو اس پیرائے میں بیان کرتے ہیں۔

پڑھن علم تے عمل نہ کرن جیہڑے
 وانگ ڈھولدے بول جو سکھنائیں

نیز فرمایا:

عمل باجھ عالم جیہڑا ہو بہندا
 کتب لدیا خر کے کار ناہیں

صوفی کے لئے لازم ہے کہ وہ حرص دنیا اور نفسانی خواہشات سے پاک ہو اور
 جس قلب میں حرص و ہوس اور نفسانی خواہشات کا غلبہ ہو وہ قلب ذکر و فکر الہی سے غافل
 ہے اور اس قلب میں اللہ عزوجل کیونکر مقیم ہو سکتا ہے؟ حضرت سید وارث شاہ رحمہ اللہ نے
 سالک کو اسی بات کی تلقین کی ہے کہ وہ اپنے قلب کو حرص و ہوس سے پاک کرے تاکہ وہ اپنی
 مراد حقیقی کو پاسکے۔

وارث حرص جہاندی جہاں کیتی
 اوہ کدے مراد نہ پان بندے



فلسفہ اور حضرت سید وارث شاہ رحمہ اللہ

فلسفہ کا میدان بڑا وسیع اور سخت دشوار گزار ہے اور سوائے محققین کے اس وادی پر خار میں قدم رکھنا اکثر و بیشتر گمراہی کا باعث ہو جاتا ہے۔ حضرت سید وارث شاہ رحمہ اللہ کا کلام اگرچہ عشقیہ ہے اور اس میں فلسفہ پر بحث کرنے کی گنجائش نہیں ہے مگر آپ رحمہ اللہ نے کمال دانشمندی سے مختلف مواقع پر موقع کی مناسبت سے اس پر بھی سیر حاصل گفتگو کی ہے۔ حضرت سید وارث شاہ رحمہ اللہ نے اللہ عزوجل کی ہستی کا ثبوت بھی بیان کیا ہے اور فرمایا ہے کہ کائنات دنیا آنی جانی ہے اور ہر شے میں اللہ عزوجل کا جلوہ نمایاں ہے اور وہ ہر شے میں اس طرح سما یا ہوا ہے جس طرح تسبیح کے دانوں میں دھاگا اور جسم میں جان سمائی ہوتی ہے۔

ملا منکیاں وِچ جیوں ہک دھاگا
تویں سرب کے بیچ سا رہیا
سجاں جیواں دے وِچ ہے جان وانگوں
نشہ بھنگ افیم وِچ آ رہیا
جویں پتریں مہندیوں رنگ رچیا
تویں جان جہان وِچ آ رہیا
جویں رکت سریر وِچ ساس اندر
تویں جوت میں جوت بنا رہیا

اللہ عزوجل کی ذات ازل سے ہے اور ابد تک رہے گی اور ماسوائے اللہ عزوجل ہر شے فنا ہونے والی ہے۔ حضرت سید وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس نقطہ کو ذیل کے پیرائے میں بیان کیا ہے۔

ہیر آکھدی جیونا بھلا سوئی جیہڑا
ہووے بھی نال ایمان میاں
سھو جگ فانی کہو رب باقی
حکم کیتا ہے رب رحمان میاں

اللہ عزوجل کی وحدانیت کا اقرار اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرانا کسی بھی مومن کے ایمان کا خاصہ ہے اور ایک توحید پرست انسان تمام بنی نوع انسان کو اللہ عزوجل کا کتبہ جانتا ہے اور اس کے نزدیک رنگ و نسل، امیری یا غریبی سب بے معنی ہیں اور وہ عالمگیر مساوات کا حامی ہوتا ہے۔ حضرت سید وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ بھی توحید باری تعالیٰ کے قائل ہیں اور اس بات کا بھی اظہار کرتے ہیں کہ بے شک اللہ عزوجل کا پرستار اور اس کی توحید کا اقرار کرنے والا دنیا کے ہر رنج و غم سے آزاد ہوتا ہے۔

جیہڑے اک دے ناؤں تے محو ہوئے
منظور خدا دے راہ دے نہیں
جہاں صدق یقین تحقیق کیتا
مقبول درگاہ اللہ دے نہیں
جہاں اک دا راہ درست کیتا
تہاں فکر اندیشڑے کاہ دے نہیں
جہاں نام محبوب دا ورد کیتا
اوہ صاحب مرتبہ جاہ دے نہیں

اللہ عزوجل نے ہر شے کو ایک خاص اندازہ پر مقرر کیا اور اسی پر چل کر ہی اس کائنات کی ہر ہستی اپنا وجود قائم رکھے ہوئے ہے۔ مثلاً مچھلیاں پانی میں تیرتی ہیں، پرندے ہوا میں اڑتے ہیں، انسان زمین میں بود و باش اختیار کرتا ہے اور یہ سب تقدیر کے لکھے کے مطابق ہے اور ہر شے کی سرشت میں اس کی خاص خاص قوت رکھی گئی ہے اور ان میں سے بعض کو بعض پر اختیار ہوتا ہے جیسے انسان کو اچھے یا برے کی تمیز سکھا دی گئی اب یہ اس کے اختیار میں ہے کہ وہ چاہے تو اچھائی اختیار کرے چاہے تو برائی اختیار کرے۔ حضرت سید وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ بھی مسئلہ تقدیر کی حقیقت کو بیان کرتے ہیں اور فرماتے ہیں یہ ایک امر الہی ہے جو ازل سے مقدر ہو چکا ہے اور کوئی ہستی اسے بدل نہیں سکتی۔

رضا اللہ دی حکم قطعی جانو
قطب کوہ کعبہ معمول ناہیں

حضرت سید وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں تقدیر کا حکم ہر پیغمبر، بادشاہ، وزیر، عاقل و نادان سب پر یکساں غالب ہے اور جب تقدیر کا لکھا آتا ہے تو پھر تدبیر رخصت ہو جاتی ہے اور تقدیر، تدبیر پر غالب آ جاتی ہے۔

گیا بھیج تقدیر دے نال ٹھوٹھا ساتھوں لیجا قیمت توں مٹدی وے
تقدیر اللہ دی کون موڑے تقدیر پہاڑاں نوں پٹدی وے
آدم حوا نوں کڈھ بہشت وچوں تقدیر زمین تے سُدی وے
سلیمان جھو کے بھٹ ماچھیا ندے تختوں چا تقدیر پلیدی وے،
موسیٰ لنگھایا پار فرعون اوتھے تقدیر دریا الٹ دی وے
یوسف جیہاں پیغمبر زادیاں نوں تقدیر کھو ہے وچہ سُدی وے
پنچھی مرگ پھاہی وچہ آن پھاہے نہیں خبر تقدیر دے جھدی وے
تقدیر جس دے سرتے تاج رکھے قدم اوسدے پر تھمی چٹ دی وے

دنی زہر تقدیر نے حسن تائیں سبب شاہ حسین داکٹ دی وے
 وارث نبی دا دند شہید ہو یا تقدیر نہ کے توں ہٹ دی وے
 انسانی فطرت پاک ہوتی ہے مگر گناہوں سے ناپاک ہو جاتی ہے اور انسان جو کہ
 سہو و نسیان کا پتلا ہے وہ شیطان کے بہکاوے میں آجاتا ہے اور پھر انسان کا دامن گناہوں
 سے پاک نہیں رہتا۔ انسان کی دنیاوی زندگی ایک امتحان ہے اور اس امتحان میں وہی کامیاب
 ہوگا جو اپنے دامن کو نفسانی خواہشات سے پاک رکھے گا، دنیاوی آلائشوں اور دنیا کی رنگینیوں
 میں نہیں کھوئے گا۔ حضرت سید وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ بھی انسان کو اس کے حقیقی مقام سے آگاہ
 کرتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ ایک دن تجھے یہ دنیا اور اس کی رنگینیوں کو خیر باد کہہ کر خاک
 میں مل جانا ہے اور اس دنیاوی امتحان میں تو اس وقت کامیاب ہوگا جب تو اپنے دامن کو
 بارگاہِ الہی سے وابستہ کر لے گا۔

بھاویں تخت ہے بھاویں زمیں سوویں
 آخر خاک دیوچہ رلیونائیں
 وارث شاہ میاں انت خاک ہونا
 لکھ آبِ حیات ہے پیونائیں



مدح پنجتن پاک

بزبان حضرت سید وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ

میرا ذکر ان کے طفیل سے میری فکر ان کے طفیل سے

کہاں مجھ میں اتنی سکت بھلا کہ ہو منقبت کا بھی حق ادا

ارشاد باری تعالیٰ ہوتا ہے:

قُلْ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَىٰ

”(اے محبوب ﷺ) فرمادیتے ہیں تم سے اس پر کچھ اجرت نہیں

مانگتا ماسوائے اپنے قرابت داروں کی محبت کے۔“

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اس فرمان باری تعالیٰ کی تفسیر میں بیان فرماتے

ہیں کہ جب یہ آیت پاک نازل ہوئی تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ

میں عرض کیا کہ ہمیں آپ ﷺ کی قرابت داروں کی محبت کا حکم ملا ہے آپ ﷺ کے

قرابت دار کون ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

عَلِيٌّ وَفَاطِمَةُ وَابْنُهُمَا

”علی اور فاطمہ اور ان کے دونوں بیٹے (رضی اللہ عنہم)۔“

صحیح مسلم کی روایت ہے حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا میرے اہل بیت کی مثال

حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی کی سی ہے جو اس میں سوار ہوا اس نے نجات پائی اور جو اس میں

سوار نہ ہو اوہ غرق ہوا۔

حضرت سید وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ بھی محبت اہل بیت سے سرشار تھے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے سینہ میں بھی پنچتن پاک کی محبت بدرجہ اتم موجود تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ جب بھی پنچتن کا ذکر کرتے نہایت ادب و احترام سے کرتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی پنچتن سے محبت کا اظہار ان اشعار سے بھی ہوتا ہے۔

پنچتن دے جیڈ نہ بیعت کوئی
 شان فقر دے نور ظہور جیہا
 درد مند نہ فاطمہ جیڈ کوئی
 پتر نہیں عباس سپور جیہا
 علی وانگ نہ سخی دلیر کوئی
 پہلوان نہ مرد مشہور جیہا
 نیکوکار نہ وانگ حسین کوئی
 بدکار نہ شمر لنگور جیہا



پیر کامل اور حضرت سید وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ

پیر کامل کون ہوتا ہے اور اس کے کیا اوصاف ہوتے ہیں؟ اس شے کو پانا راہ حق تلاش کرنے والوں کے لئے لازم ہے۔ مرشد کامل کی چار علامات بیان کرتے ہوئے حضرت میاں محمد بخش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اول تبع شریعت ہو، کسی شیخ کامل کی صحبت میں رہ کر سلوک تمام کر کے منازل قرب و وصال فنا فی اللہ اور بقا باللہ طے کر چکا ہو۔ دوم جب ان کی صحبت میں بیٹھو کم از کم اس وقت کے لئے دل میں اللہ عزوجل کی جانب رجوع پیدا ہو۔ سوم ان کے مریدین کو دیکھنا چاہئے کہ ان میں کیا اثر پیدا ہوا ہے؟ یہ بھی دیکھنا چاہئے کہ ان کی نسبت لازم ہے یا متعددی، وہ صرف اپنے لئے کامل ہے یا دوسروں کی ہدایت کا کام بھی اس کے سپرد ہوا ہے۔ چہارم فرائض، سنن، نوافل، عبادات کی بجا آوری اور محرکات یعنی حرام کاموں سے اجتناب اور جائز و ناجائز کاموں میں تمیز کر سکتا ہو۔

حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانی المعروف حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں پیر کامل کے لئے لازم ہے کہ وہ مرید کی تربیت خیر خواہی اور نیک نیتی سے کرے اور مرید کی تربیت ایسے کرے جیسے کوئی ماں اپنے بچے کی کرتی ہے۔ مرید کے قلب کو نفسانی خواہشات سے پاک کرے اور اس کے قلب کی ذکر الہی و فکر الہی سے انسیت پیدا کرے۔

مرید کے لئے پیر کامل کی شخصیت ایک رہبر، ایک ہادی اور ایک رہنما کی سی ہوتی ہے اور مرید جب فنا فی اللہ کا مرتبہ پاتا ہے تو پھر پیر کامل اسے عشق حقیقی کی منازل سے آشنا کرواتا ہے اور اسے راہ حق کی کٹھنائیوں سے روشناس کرواتا ہے اور اس راہ پر چلنے میں اس

کی کامل رہنمائی کرتا ہے۔

پیر مرید دی پریت انوکھی شالہ فرق نہ آوے

فرق آئیاں سب کیتی کتری پلوچہ غرق ہو جاوے

حضرت سید وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بھی پیر کامل کی بیعت لازم ہے کہ اس

کے بغیر سالک کا منزل مقصود تک پہنچنا محال ہے اور سالک کے لئے لازم ہے کہ وہ پیر کامل

کی بیعت کے بعد صدق دل سے اس کی خدمت کو اپنا شعار بنائے۔

رہبر ڈھونڈ کے پکڑنا فرض ہو یا

بناں ہادیاں تم نہ ہوں جھیرے

بندہ پر تقصیر گناہ بھریا

شافعی حشر نوں باجھ رسول کیہڑے

حضرت سید وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ پیر کامل کو سالک کے ہر دکھ درد کی دوا قرار دیتے

ہیں اور فرماتے ہیں کہ پیر کامل کی صحبت میں سالک کے تمام گناہ مٹ جاتے ہیں اور پیر کامل

کی صحبت میں رہ کر سالک اپنے دلی مقصد کو پاتا ہے۔

جا گونج توں وچ منگواڑ بیٹھا

بخش لئی ہے سبھ تقصیر تیری

وارث شاہ میاں پیراں کاملاں نے

کر چھڈی ہے نیک تدبیر تیری

حضرت سید وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں سالک راہ حق کو چاہئے کہ وہ کسی کامل

پیر کے دامن سے وابستہ ہو جائے اور اپنے اندر موجود غرور و تکبر کو ختم کر دے۔

وارث شاہ فقیر دے قدم پھڑیے

چھی کبر ہنکار تیاگیے نی

جعلی پیروں اور نقلی صوفیاء نے لوگوں کو راہِ حق سے بھٹکانے کا جو کام شروع کر رکھا ہے اور وہ سیدھے سادے لوگوں کو اپنی عقیدت کے جال میں پھنسا کر گمراہ کرتے ہیں ایسے جعلی پیر راہِ حق سے دور ہوتے ہیں اور ان کا دور دور تک راہِ حق سے کوئی واسطہ نہیں ہوتا۔ جعلی پیر لوگوں کی رہبری کی بجائے انہیں راہِ حق سے دور کر دیتے ہیں اور ایسے جعلی پیر خود بھی تارک الصلوٰۃ ہوتے ہیں یہ اپنی مقلدوں کو بھی نماز سے دور کر دیتے ہیں۔ ان لوگوں کا مقصد سادہ لوح لوگوں کو الوہینا کران سے پیسے بٹورنا ہوتا ہے اور یہ درحقیقت رہبر کی بجائے رہزن ہوتے ہیں۔

حضرت سید وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ بھی ان نام نہاد جعلی پیروں کی نشاندہی کرتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ اگر کوئی دعویٰ کرے کہ وہ پیر ہے اور اس کا عمل شریعت کے منافی ہو تو پھر خواہ وہ سید ہو یا پھر کسی بھی کامل پیر کا مرید ہونے کا دعویٰ دار ہو ایسے شخص پیروی کے لائق نہیں اور ایسا شخص اپنا نقصان تو کرتا ہے مگر ساتھ ہی ساتھ اپنے مقلد کو بھی نقصان پہنچاتا ہے۔

سید شیخ نون پیر نہ جاننا اس عمل کرے، بے اوہ چنڈال دے جی
 ہو چو ہڑا ترک حرام مسلم، مسلمان سبھ اوس دے نال دے جی
 دولت مند دیوٹ دی ترک صحبت، مگر لگئے نیک کنگال دے جی
 کوئی کچکر لعل نہ ہو جاندا، بے پروویئے نال اوہ لعل دے جی



حضرت سید وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی عاجزی

حضرت سید وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے اندر عاجزی کوٹ کوٹ کر بھری تھی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک عاجزی وہ واحد ذریعہ ہے جو انسان کو بارگاہِ الہی میں مقبول بنا سکتا ہے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنی عاجزی کا اظہار ”ہیر وارث شاہ“ میں یوں کرتے ہیں۔

افسوس مینوں اپنی ناقصی دا گنہگاراں نوں حشر دے صور دا اے
 اینہاں مومناں خوف ایمان دا ہے اتے حاجیاں بیت معمور دا اے
 صوبہ دار نوں طلب سپاہ دی دا اتے چاکراں کاٹ قصور دا اے
 سارے ملک پنجاب خراب وچوں سانوں وڈا افسوس قصور دا اے
 سانوں شرم حیا دا خوف رہندا چویں موسیٰ نوں خوف کوہ طور دا اے
 اینہاں غازیاں کرم بہشت ہووے تے شہیداں نوں وعدہ حور دا اے
 ایویں باہروں شان، خراب وچوں چویں ڈھول سہاونا دور دا اے
 وارث شاہ و سنیک جنڈیا لڑے دا شاگرد مخدوم قصور دا اے
 رب آبرو نال ایمان بخشے سانوں آسرا فضل غفور دا اے
 وارث شاہ نہ عمل دے ٹانک میتھے آپ بخش لقا حضور دا اے
 وارث شاہ ہووے روشن نام تیرا کرم ہووے جے رب شکور دا اے
 وارث شاہ تے جملیاں مومناں نوں حصہ بخشا اپنے نور دا اے
 ”مجھے اپنے ناقص ہونے کا افسوس ہے جیسے گنہگار حشر کے دن پھونکے جانے

والے صور پر افسوس کریں گے۔ مومنوں کو اپنے ایمان کے جانے کا خوف ہوتا ہے اور حاجیوں کو بیت معمور سے جدائی کا غم ہوتا ہے۔ صوبہ دار کو سپاہیوں کی طلب ہوتی ہے اور ملازموں کو اپنی تنخواہ کٹنے کا خوف ہوتا ہے۔ ہمیں پورے ملک پنجاب میں سب سے زیادہ دکھ قصور کا ہے۔ ہمیں ہر وقت شرم و حیا کا خوف ہوتا ہے جیسے موسیٰ علیہ السلام کو کوہ طور کا خوف تھا۔ غازیوں کے لئے جنت میں انعام ہے اور شہداء کے لئے حوروں کا وعدہ کیا گیا ہے۔ عمدہ شان و شوکت والے بد باطن ہوتے ہیں جیسے دور کے ڈھول سہانے ہوتے ہیں۔ وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ جنڈیالہ کا رہنے والا ہے اور مخدوم قصور کا شاگرد ہے۔ رب عزت اور ایمان کی دولت عطا فرمائے اور ہمارے پاس اسی غفور کے فضل کا سہارا ہے۔ وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ میرے پاس کوئی عمل نہیں اور اس کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سب کچھ ہے۔ وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ تیرا نام دنیا میں اسی وقت روشن ہو سکتا ہے جب رب شکور کا تجھ پر کرم ہو۔ وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ تمام جملہ مومنوں کو اپنے نور میں سے حصہ عطا فرمادے۔“



حضرت سید وارث شاہ عسلیہ کی دیگر تصنیفات

حضرت سید وارث شاہ عسلیہ نے ”ہیر وارث شاہ“ کے علاوہ بھی کئی کتب تصنیف کیں جن کا ذکر کتب سیر میں موجود ہے۔

شرح قصیدہ بردہ شریف:

حضرت سید وارث شاہ عسلیہ نے قصیدہ بردہ شریف کی شرح ۱۱۵۲ھ میں تحریر کی اور اس کے قریباً سو صفحات ہیں۔

سسی وارث شاہ:

ڈاکٹر موہن سنگھ نے اپنی مرتبہ ”ہیر“ میں حضرت سید وارث شاہ عسلیہ کی تصنیف ”سسی وارث شاہ“ کا ذکر کیا ہے کہ حضرت سید وارث شاہ عسلیہ نے سسی پنوں کا بھی منظوم قصہ تحریر کیا۔

باراں ماہ:

ملک خالد پرویز نے اپنی تصنیف ”ذکر وارث“ میں حضرت سید وارث شاہ عسلیہ کی تصنیف ”باراں ماہ“ کا ذکر کیا ہے۔

سی حرفی:

”سخن فقیراں“ میں پنڈت کالید نے حضرت سید وارث شاہ عسلیہ کی سی حرفیاں نقل کی ہیں۔

دوہڑے:

چودھری محمد افضل خاں نے ”پنج دریا“ میں حضرت سید وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے دوہڑے نقل کئے ہیں۔

عبرت نامہ:

چودھری محمد افضل خاں نے حضرت سید وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف ”عبرت نامہ“ کا ذکر کرتے ہوئے ذیل کے اشعار بطور نمونہ بیان کئے ہیں۔

اک روز جہاں تھیں جانا ہے ، وچ قبر اندھاری پانا ہے
تیرا گوشت کیریاں کھانا ہے ، اے عاقل تینوں سار نہیں
اے جاگ گڑے کیوں سستی ہیں ، اس نیندر غفلت لٹی ہیں
توں تاہیں کھری دگتی ہیں ، ایہہ سونا تیں درکار نہیں

معراج نامہ:

میاں ہدایت اللہ نے اپنی مرتب ”ہیر“ میں حضرت سید وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف ”معراج نامہ“ کا ذکر کیا ہے۔

نصیحت نامہ:

ڈاکٹر فقیر محمد فقیر نے اپنی مرتب ”ہیر“ میں حضرت سید وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف ”نصیحت نامہ“ کا ذکر کیا ہے اور ذیل کا شعر بیان کیا ہے۔

اللہ	باقی	عالم	فانی
سرور	عالم	یار	حقانی
چھوڑ	گئے	فرقان	نشانی
باغ	رہیا	گلزادی	دا

چوہڑیٹڑی نامہ:

”پنجاب رنگ“ میں شیخ عقیل نے چوہڑیٹڑی نامہ کو حضرت سید وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی تحریر کہا ہے اور ”بچ دریا“ میں چوہڑی محمد افضل خاں نے بھی اسے حضرت سید وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی تحریر کہا ہے اور اس کی تصدیق ڈاکٹر فقیر محمد فقیر نے بھی کی ہے۔

اشتر نامہ:

میاں پیر دتتا نے اپنی مرتب ”ہیر“ میں اشتر نامہ کو حضرت سید وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی تحریر قرار دیا ہے اور انہوں نے اپنی مرتب ”ہیر“ میں اس کا ذکر کیا ہے۔



حضرت سید وارث شاہ عسلیہ کا منتخب کلام

حضرت سید وارث شاہ عسلیہ کا کلام ہر طبقہ میں یکساں مقبول ہے اور آپ عسلیہ قادر الکلام شاعر ہیں اور آپ عسلیہ کے پاس الفاظ کا وسیع ذخیرہ پایا جاتا ہے۔ ذیل میں حضرت سید وارث شاہ عسلیہ کے کلام میں سے کچھ چیدہ چیدہ اشعار بیان کئے جا رہے ہیں۔

حمد باری تعالیٰ

اول حمد خداوند تائیں ورد کیجئے عشق کینا سو جگ دا مول میاں
 پہلوں آپ ہی رب نے عشق کینا تے معشوق ہے نبی رسول میاں
 عشق پیر فقیر دا مرتبہ اے ، مرد عشق دا بھلا رنجول میاں
 پڑھیاں علم نہ زہد دی تم ہوندی ، اکو عشق دا حرف معقول میاں
 عشق باجھ نماز دا حج ناہیں ، تے کلمہ کلام قبول میاں
 بھاویں زہد عبادتاں لکھ کیجئے ، عشق نجات نہ مول میاں
 منزل عشق دی وچہ مقصود مل دا ، جیہڑے ہوز نی طور فضول میاں
 وارث عاشقاں تے کرم رب دا ، ای جہاں کینا سی عشق حصول میاں



نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم

دُوجی نعت رسول مقبول والی جس دے حق نزول لولاک کیتا
 خاکی آکھ کے مرتبہ وڈا دیتا، سب خلق دے عیب تھیں پاک کیتا
 سرور ہو کے انبیاء اولیاں دا، اگے حق دے آپ نوں خاک کیتا
 بنیاں ہورناں نوں وی معراج ہوئی، حضرت ونج معراج افلاک کیتا
 پائے وڈے مراتبے عمر چھوٹی، سینہ پاک ملائیکاں نے چاک کیتا
 جتھے وہم ادراک دی پہنچ نہیں سی، سیر نبی سرور اوتھوں تاک کیتا
 کرے امتی امتی روز محشر، خوشی چھڈ کے جی غمناک کیتا
 وارث شاہ سب راز خزانیاں دے، رب نبی نوں چاہو شناس کیتا



منقبت حق چار یار

چاروں ای یار رسول دے چار گوہر سب اک تھیں اک چرہ بندڑے نی
 ابو بکر تے عمر، عثمان، علی، آپو اپنے گنیں سوہندڑے نی
 جہناں صدق یقین تحقیق کیتا، راہ رب دے سیس و کندڑے نی
 ذوق چھڈ کے جہناں نے زہد کیتا، واہ واہ اوہ رب دے بندڑے نی
 جہناں فرق اوہناں وچہ کجھ جانا، اوہ دھروں حضور دے گندڑے نی
 وارث شاہ مدد چار یار والی، ربا بخش میرے فعل مندڑے نی



منقبت حضور غوث اعظم علیہ السلام

مدح پیردی جب نال کریو، جہدے خادماں دے وچہ پیریاں نی
 جیہڑے پیردی نظر منظور ہووے، کھریں تنہاں دے پیریاں میریاں نی
 روز حشر دے پیر دے طالبان نوں، ہتھیں سجزے ملن گیاں چیریاں نی
 بابجھ ایس جناب دے پارناہیں، لکھ ڈھونڈوے پھرن فقیریاں نی
 لگے پھل تو حید دے ڈالیاں تے، بھریاں میویاں دے وچہ شیریاں نی
 تازہ باغ کیتا دین نبی، مندا لایاں، مالیاں وانگ پنیریاں نی
 لکھاں معجزے ہن ظہور اندر، تھاں تھاں پھرن دستگیریاں نی
 وارث شاہ محی الدین پیر اساڈا، سوہنے نام دیاں سانوں وہیریاں نی



منقبت حضرت بابا فرید علیہ السلام

مولا دا لاڈلا پیر چشتی گنج شکر مسعود بھرپور ہے جی
 خاندان وچہ چشت دے قابلیت شہر فقیر دا پتن مشہور ہے جی
 بایاں قطباں دے وچہ اے پیر کامل جہدی عاجزی زہد منظور ہے جی
 زہد الانبیاء نام دہرایا، سو ایسا صابری وچہ صبور ہے جی
 گنج شکر نے آن مکاں کیتا، دکھ درد پنجاب دا دور ہے جی
 وارث شاہ فرید الدین اُتے رحم رب دا فضل وفور ہے جی



پہلوں ربّ دانام پکاریئے

جدوں عشق دے کم نوں ہتھ لائیئے، پہلوں ربّ دانام پکاریئے جی
 پھر نبی رسول پیغمبراں نوں دم دم نال درود پہنچائیئے جی
 یاراں آساں نوں آن سوال کیتا قصہ ہیر دا نواں بنائیئے جی
 ایس پریم دی جھوک دا سب قصہ ڈھب سوہنے نال سنائیئے جی
 حرص توڑ کے بود نابود والی درجہ آپ فناں دا پائیئے جی
 تدوں شعر دی شاعری ٹھیک ہووے، جدوں اذن حضور توں پائیئے جی
 لکھدار رنگیلٹر اشعر کر کے، چٹیک عام تے خاص نوں لائیئے جی
 کر کے کالیاں بیاں کاغذاں نوں اینویں شعر نوں لیک نہ لائیئے جی
 بلبل ہو کے چہلے باغ اندر، سخن رمز دے نال لائیئے جی
 رمز مغیاں وچہ خوشبو ہووے، عشق مشک نوں گھول دکھائیئے جی
 نال عجب بہار دے شعر کر کے رانجھے ہیر دا میل ملائیئے جی
 یاراں نال محفلاں وچہ بہہ کے مزہ ہیر دے عشق دا پائیئے جی
 رانجھے ہیر دے عشق دی گل سنی، نویں سرے توں فیر جگائیئے جی
 وارث شاہ پیاریاں نال رُل کے، ہن عشق دی گل ہلائیئے جی



فرمان پیار دا

حکم من کے پیاریاں سجاں دا قصہ عجب بہار دا جوڑیا اے
 فقرہ جوڑ کے خوب درست کیتا، نواں پھل گلاب دا توڑیا اے
 بوت دل دے وچہ تدبیر کر کے فرہاد پہاڑ نوں پھوڑیا اے
 ڈبہ ایس وجود قلوب والا اساں لاء سرپوش اکھوڑیا اے
 نقطے جیم دے تے کھیرا آکیتا محمد تے میم توں جوڑیا اے
 گل گل تے گلاں دے عرق کڈھے، اساں جگر دا خون نچوڑیا اے
 تو سن طبع دا جدوں روان ہويا، اوہنوں کسے سچہ ہٹکیاں ہوڑیا اے
 وارث شاہ فرمان پیار دا، اساں منیاں، مول نہ موڑیا اے



ونجلی پریم دی

ایہہ ساڈا حسن پسند نہ لیا دناکین، جاہ ہیر سیال ویاں لیاویں
 وئے بوہیوں کڈہنی ملے نائیں، راتیں کنڈ پچھواڑیوں ڈھاں لیاویں
 وئے رات پھریں اُہدے نگر لگا، جیہڑے راہ لہھے او سے راہ لیاویں
 تیتھے دل ہے رناں ولانیدار رانی کوکلاں محل توں لاہ لیاویں
 واہ ونجلی پریم دی گھت جالی ٹڈھی کوئی سیالاندی پھاہ لیاویں
 وارث شاہ جے ہور نہ داء لگے، جڑی عشق دی پا پھسا لیاویں



ٹھکنیاں سارے جگ دیاں

بھابی رزق اداس جاں ہوٹریا، ہن کاہنوں گھڑ کے ٹھگ دیاں ہو
 اسی کو بجزے روپ کروپ والے تسیں جو بنے دی نہیں وگ دیاں ہو
 پہلوں ساڑھ کے جی نماڑے نوں پچھوں لاؤ نے بھلیاں لگ دیاں ہو
 بھائی ساک سن تساں چاء دکھ کیتے، تسمیں ساک نہ ساڈیاں لگ دیاں ہو
 امیں وانگ سو دے بھسم ہوئے، تسمیں ونگ انگاریاں اگ دیاں ہو
 امیں نس آئے تسی مگر پیاں، پچھاں چھڈ دیہو دیہاں سگ دیاں ہو
 اساں آپ تے ایہہ معلوم کیتا تسمیں ٹھکنیاں ہی سارے جگ دیاں ہو



کون وچھڑے یار ملا وندا اے

دکھ درد دلدران توڑیے نی
 سرتے آئی بلانوں نال دیے نی، حکم رب دے نال چا موڑیے نی
 ہیر آکھیا جو گیا جھوٹ بولے، کون وچھڑے یار ملا وندا اے
 ایسا کوئی نہ ملیا میں ڈھونڈ تھکی، جیہڑا گیاں نوں موڑ لیا وندا ای
 جدوں ہند پنجاب دی ونڈ ہو سی، کجھ حصہ قصور دا جاسی اے
 پتر سندھڑی دا حکمران جو سی، نال ظلم دے ماریا جاسی اے
 پتر جمدے رکھے وچ قبضے، دھیاں بہناں نوں لاڈ لڈاویے ناں
 چور یازنوں کول نہ بہن دیے، جوئے باز نوں یار بناویں ناں
 سفر وچ خاموشی نال رہیے، گلاں وچ ایویں وقت گواہیے ناں

ہو کے غریب تے پگ سردی کیے ، چوہدری نال وٹائیے نال
وارث شاہ میاں پنچھیاں اڑ جانا، ایویں خالی پنجرے نوں لٹکوائیے نال



اک نظم دے درس

اک نظم دے درس ہر کرن پڑھدے نام حق اُتے خالق باریاں نی
گلستان بوستان نال بہار دانش طوطی نامہ اتے واحد باریاں نی
منشیات نصاب تے ابو فضلاں شاہنامیوں صدق نتاریاں نی
قرآن السعدین دیوان حافظ شیرازی خسرواں لکھ سواریاں نی
بہار دا نشان اُتے محمود نامہ کھول کشف لغات او گھاڑیاں نی
بدر چاچ کریماتے پند نامہ کھول کشف لغات او گھاڑیاں نی
در مجالس پڑھدے اُتے جنگ نامہ نان حلواتے شیخ عطاریاں نی
نجات المؤمنین تے روشن دل پڑھدے چارچمن بھی خوب پوکاریاں نی
طب اکبر تے طب ہزار پڑھ کے قصہ یوسف دا کڈھ ہنگاریاں نی
زلیخا نال آواز بلند پڑھ دے ، فل ومن اتے اعظم باریاں نی
ہدایہ کلی قرابا دین پڑھدے ، مافع انسان نہ منوں وساریاں نی
تعویذات بھی نال سی ، فال نامہ تے نگار دانش لکھ اتاریاں نی
سکندر نامہ تے نال انوار سہیلی ، حاتم نامہ اتے صدق باریاں نی
آئین اکبری تے نگار نامہ وارث ہور متفرقہ ساریاں نی



اتتھے لُچیاں دی نہیں تھاں کوئی

ملا آکھیا چونڈیاں و ہندیاں ہی غیر شرع توں کون ہیں دور ہو اوے
 اتتھے لُچیاں دی نہیں تھاں کوئی پٹے دور کر حق منظور ہو اوے
 کوئی بدعتی توں نظر آو نائیں ایسے وقت ای دور ضرور ہو اوے
 خرابتاں وی نہیں جاگ اتتھے یار بدی نت مذکور ہو اوے
 انا الحق کہاوناں کبر کر کے اوڑک مریں گاوانگ منصور ہو اوے
 وارث شاہ نہ ہنگ دی باس چھے بھاوین رکھے وچہ کافور ہو اوے



داڑھی شیخ دی عمل شیطان والے

داڑھی شیخ دی عمل شیطان والے کہیا رانیوں جاندر ماں ماراہیاں نوں
 چہرہ نوری تے متھے محراب میاں کیوں بولیوں کفر اگاہیاں نوں
 بڑاگے کڈھ قرآن تے بہیں منہر کہیا اڈیو مکر دیاں پھاہیاں نوں
 ایہہ پلید تے پاک دا کرو واقف اسیں جائے شرع گواہیاں نوں
 جیہڑی تھاں نوں ناپاک دے وچہ وڑیوں شکرر بدیاں بے پرواہیاں نوں
 کھوتی بھید کتی سبھا ضرب کڈھو چھڈو کواریاں نہ ویاہیاں نوں
 اسماں جے فقیر تے مہر کرو کیجئے دُعا چاء ماہندیاں راہیاں نوں
 تسیں اڈ دیاں چاء قید کرو کیوں پٹے خیال ہو بھائیاں نوں

تسین رشوتاں ڈریں نہ رب کولوں کدی اجل دے سمجھ سپاہیاں نوں
وارث شاہ وچہ حجریاں فعل کر دے ملاں جو ترے لاؤندے واہیاں نوں



سجد کی بات

وچہ مسجدیں بیٹھ کے صبح ویلے تسین ذکر تے شغل کماؤندے ہو
عاصی بندہ تو ساڈی کرے زیارت گناہ اوسدے چاء بخشاؤندے ہو
غیر شرع تے ہو حرام خوراں نال دریاں چاء کو ہاؤندے ہو
شرع چار سرپوش بنایا جے تسین شرع دے لوک سداؤندے ہو
اساں رات گزارنی وچہ مسجد جے کر تسین بھی روارکھاؤندے ہو
وارث شاہ فقیر تے مہر کرے جے تاں سجدی بات پچھاؤندے ہو



گھر رب مسجدیں ہوندیاں

گھر رب مسجدیں ہوندیاں نے استھے غیر شرع نہیں واڑیے او
کتا اُتے فقیر پلید ہووے ، نال دریاں دے بنھ ماریے او
تارک ہو صلوٰۃ دا پٹے رکھے لبیاں والیاں مار پچھاڑیے او
نواں کپڑا ہووے تاں پاڑ دیے ، لبیاں ہون درازتاں ساڑیے او
جیہڑا فقہ اصول دا نہیں واقف ، اوہنوں چاء سولی اُتے چاڑیے او
جیہڑا کھائے حرام تے جوٹھ بولے ، اوہنوں کافر آکھ پکاریے او

کرے جتناں جے کوئی نال اساڈے، اوس نوں مار کے چاء اجاڑیے او
وارث شاہ خدادے دشمنان نوں دورواں، کھیاں داگ درکارینے او



سانوں دس نماز ایہہ کسدی اے

سانوں دس نماز ایہہ کسدی اے، کس نال بنائی، کے ساریانے
کن تک نماز دے پین کتنے متھے کنہاں دے دھروں ایہہ ماریانے
لمے قد چوڑے کس ہان ہوندے، کس چیز دے نال سواریانے
وارث شاہ کلیاں کنیاں اسدیاں نے کس نال ایہہ بن کھلہاریانے



نماز دے تارکاں دا انجام

اساں فقہ نوں اصول نوں صحیح کیتا غیر شرع مردود درکار نائیں
اساں دس حکم عبادتاں دا، پل صراط توں پار اتار نائیں
فرض سنتاں واجباں نفل و تراں نال جائزاں سچ نتار نائیں
وارث شاہ نماز دے تارکاں نوں تازیانیاں دریاں مار نائیں



مسافراں آیاں نوں

تسیں وچہ خدا دے خانیاں دے ڈہلی چھڈ کے گوز کیوں مار دے ہو
 جوٹھ غیبت آں اتے حرام کرناں مشت زنی دے کم کیوں سا دے ہو
 سوئی شکل نوں ویکھ کے بھوتدے ہو پردے شرم دے تسی اتار دے ہو
 باس حلویاں دی خبر مردیاں دی جیوندے نال دُعا دے مار دے ہو
 کچھلی رات جاں بھکھ دا وقت ہوندا حال حال ہی گھت کوکار دے ہو
 انھے کوڑیاں لولیاں وانگ بیٹھے قرعہ مرن جہان دا سادے ہو
 شرع چار سرپوش بنایا جے روداروڈے گنہ گار دے ہو
 وارث شاہ مسافراں آیاں نوں چلو چل ہی پے پکار دے ہو



کم ثواب دا

گروی ہیر دی کراں تعریف کہی متھے چمکدا حسن مہتاب دا جی
 خونی چونڈیاں رات جوں چن دوا لے سرخونگ جوں رنگ شہاب دا جی
 نین زکسی مرگ مولڑے دے گلہاں ٹاہکیاں پھل گلاب دا جی
 پھواں وانگ کمان لاہور وں کوئی حسن نہ نات حساب دا جی
 سرمہ نیناں دی وہاروچہ پھب رہیا چڑھیا ہندتے کٹک پنجاب دا جی
 سیال نال جھلار دی آؤندی پرے جھولدا جویں عقاب دا جی

کھلی وچہ تر بنجاں لکدی اے فیل مست چوں پھرے نواب دا جی
 چہرے سوہنے تے خط و خال سوہن خوشخط جوں حرف کتاب دا جی
 جیہڑے دیکھنے دے مشتاق اے وڈا وعدا انہاں دے باب دا جی
 چلو لیلۃ القدر دی کرو زیارت وارث شاہ ایہہ کم ثواب دا جی



حسن ہیر دا

ہونٹھ سرخ یا قوت جوں لعل چمکن ٹھوڑی سیب ولایتی سار وچوں
 نک الف حسینی دا پیلائے زلف ناگ خزانے دی ہار وچوں
 وند چنے دی لڑی کہ ہنس موتی دانے نکلے حسن انار وچوں
 گردن کونجری انگلاں روانہ پھلیاں ہتھ کولڑے برگ چنار وچوں
 لکھ چین تصویر کشمیر جٹی قد سرو بہشت گلزار وچوں
 چھاتی ٹھاٹھ دی ابھری پٹ کھینوں سیلون بلخ دے چنے انبار وچوں
 کافور شہنا سرین بانکے حسن و ساق ستون مینار وچوں
 دھنی حوض بہشت دا شک قبہ پیڈو و مخملی خاص سرکار وچوں
 سرخی ہونٹھانندی لوہڑ وندا اسٹریدا خوبجے کھتری قتل بازار وچوں
 باہاں ویلنے ویلیاں گھت مکھن چھاتی سنگ مرمر گنگ دہار وچوں
 شاہ پری دی بھین پنج پھول رانی گچی رہے نہ ہیر ہزار وچوں
 سیاں نال لٹک دی مان متی جویں ہرنیاں ترٹھیاں بار وچوں
 اپرادھ تے اندھ ولٹ مصری چمک نکلے سیاں دی دہار وچوں
 پھرے چھنک دی چاء دے نال جٹی چڑھیا غضب لٹک قندہار وچوں

لنکا باغ دی پری کہ اندرانی حور نکلی چندا انوار وچوں
 پتلی پیکنی دے نقش روحہ والے حسن تائیں کھاندا زخم ہزارا جاڑ وچوں
 اینویں سرکدی آؤندی لوٹر لٹی جویں کونج تر نکلے ڈار وچوں
 جیہڑا ویکھ دا اوس دے حسن تائیں کھاندا زخم تلوار وچوں
 متھے آگن جہڑے بھور عاشق نکل جان تلوار دی دھار وچوں
 عشق دابول وانڈھی دا تھاؤں تھائیں راگ نکلنے ذیل دی تار وچوں
 قزلباش جلا داسوار خونی نکل دوڑھیا اڑو بازار وچوں
 وارث شاہ جاں نیناں دا لگے کوئی بے نہ جوئیدی ہار وچوں



رُوپ جٹ دا

کو کے مار ہی مارتے پکڑ چھمک پری آدمی تے قہر وان ہوئی
 رانجھے اٹھ کے آکھیا واہ سجن ، ہیر ہس کے تے مہربان ہوئی
 کچھے ونجلی کناں دے وچہ والے زلف کھڑے تے پریشان ہوئی
 بھنے وال چوٹی متھا چن رانجھا نین کچلے دی گھان ہوئی
 صورت یوسف دی ویکھ طیموس بٹی سنے مال تے ملک قربان ہوئی
 نین مست کلچڑے وچہ دہانے جویں تر کھڑی نوک شان ہوئی
 صورت وہندیاں ہیرنوں خوشی ہوئی عقل بھلوی سرگردان ہوئی
 رُوپ جٹ دا ویکھ کے جاگ لدھی ہیر وار گھستی تے قربان ہوئی
 خوشی نال اوہدا جسہ پھل گیا جویں پھل کے تے وڈی نان ہوئی
 آبنغل وچہ بیٹھ کے کراں گلاں جویں وچہ قربان کمان ہوئی

بھلا ہویا میں تڑھ نہ مار بیٹھی کائی نہیں سی گل بے شان ہوئی
وارث شاہ نہ تھا نو دم ماریندی چار چشم دی جدوں گھسان ہوئی



قول نہ مول و ساریے

تساں جے معشوق جے تھیں راضی منگو نیناں دی ہار و چہ چاریے نی
نیناں تیریاں دے اسی چاک ہوئے جویں جی منے تویں ساریے نی
کتھوں گل کیجئے نت نال تساں کوئی بیٹھ و چار و چاریے نی
خوشی نال گمان نہ رجھ رہے کیتے قول نہ مول و ساریے نی
گل گھت جنجال کنگال ماریں جا ترنجنیں وڑیں کوارے نی



اللہ مہر کیتی

ہتھ بدھڑی رہاں غلام تیری سنے ترنجناں نال سہلیانڈے
ہوکن نت پیار تے رنگ وڈے وچہ پیلیاں دے نال بیلانڈے
سانوں رب نے چاک ملا دتا بھل گئے پیارا بیلانڈے
اساں شوق پیار دیدار وائے ہور شوق نہ رنگ متھلیانڈے
وہن بیلیاں دے وچہ کراں موجاں راتیں کھیدساں وچہ جو پیلیاں دے
اساں سکدیاں نوں رب جگ دتا نرواں پیٹھاں اساں کیلیاں دے

خوش پوش ہوشناک گواہنڈ ہووے کس کم گواہنڈ پڑ تیلیاں دے
وارث شاہ میاں اللہ مہر کیتی اساں لہ لے ہٹ پھیلیاں دے



تاپ عشق دی

چیتا معاملے پین تاں چھڈ جائیں عشق جالناں کھرا دو ہیلوئی
سچ آکھنائیں ہنے آکھ مینوں ایہو سچ تے جوٹھدا ویلوئی
دہشت عشق دی بری ہے سچ کولوں برچھی سانگ تے سچ جوٹھرائی
ایتھوں چھڈ ایمان جے نس جائیں انت روز قیامتے میلوئی
تاپ عشق دی جھلنی بری اوکھی عشق گروتے جگ سبھ چیلوئی
وارث شاہ فقیر دی آس پتے ہیر ملے تھے کم سو ہیلوئی



گلاں تھوڑیاں چاء مکایاں

ہیر بول کے آکھدی بابلا وے تیرے نام توں گھول گھمایاں میں
جس اپنے راج تے حکم اندر صاندل بار دے وچہ کھڈایاں میں
لاساں پٹ دیاں پا کے باغ کالے پینگاں شوق دیاں پایاں میں
مرے جان بابل جویں ڈھول راجہ ماہی نہیں واڈھونڈ لیاں میں
جیتاں ناز دے نال میں نیند کیتی تا بھی کسے نہ مول جگایاں میں
وارث شاہ پیارڑا سوہد آیا گلاں تھوڑیاں چاء مکایاں میں



کنہاں جٹاں دا پت

کیہڑے چوہدری دا پت کون، ذاتوں کہیا عقل شعور دا کوٹ ہے نی
 کیوں رزق نے آن اداس کیتا، اہنوں کھڑے پیردی اوٹ ہے نی
 فوجدار وانگوں کر کوچ دہاناں جویں مارنقارے تے چوٹ ہے نی
 کنہاں جٹاں دا پت ہے کون کوئی کیہڑی گل دی ایس نوں تروٹ ہے نی
 مینوں جاپ دا کوئی امیر زادہ خلقت ویکھ ہوندی لوٹ پوٹ ہے نی
 وارث شاہ کیوں چھڈیا دیس اپنے کہیا جی وچہ ایس دی کھوٹ ہے نی



را.نچھا ذات دا جٹ اسیل

پترتخت ہزارے دے چوہدری دا، را.نچھا ذات دا جٹ اسیل ہے جی
 اہدا بھولڑا کھ تے نین نمے وڈی سوہنی ایس دی ڈول ہے جی
 متھا ایس دا چمکدار ایسا دا نور بھریا سخی جی داناہیں بخیل ہے جی
 گل سوہنی پر ہے دے وچہ کر دا کھوج لاکے تے نیاؤں وکیل ہے جی
 جیکر وچہ مقدمے جا ہے نال عقل دے کرے سبیل ہے جی
 لکھاں جھگڑیاں ایہہ تاں الکھ لاکھ لاکھ ساؤ ذات داناہیں رذیل ہے جی
 تسیں پیڑیں ایہہ طالع مندرا.نچھا اصل نسل تھیں جٹ اسیل ہے جی
 وارث شاہ وچہ مجلساں سوہندائی عقل بخت دی نری تمثیل ہے جی



ہیرے بس نہ ایس توں نفع کوئی

کئی ڈوگراں جٹاں دے ناں نوں جانے پرہے وچہ دلاوری لایاں وے
 پاڑ چیر کر جاندا کڈھ دیسوں پتے لاؤندا لکھ دانایاں وے
 ہیرے بس نہ ایس توں نفع کوئی جس ویر پایا نال بھایاں وے
 آبد عقل دھیا اسماں لہ لیا کیوں چھڈ آیا مال گاماں وے
 کے گل توں رس کے اٹھ آیاں لڑیا دکھ توں نال بھر جایاں وے
 وارث شاہ دی عقل ہے بہت چنگی قصے جوڑ دا گلاں سنایاں وے



وارث شاہ ہے شیر جوان

لائی ہو کے معالے دس دیندا منصف ہو بھائی وڈے بھیریاں دے
 واپوں کڈھ کے کڈھ سیدے بار لایے ہتھوں کڈھ دیندا کھوج جھریلے
 مہر مہر دی دھاڑ دیواندے ہندا پاؤندا ویکھ بکھیڑیاں وے
 سبھ رہی رونی نوں سانب لیاے اکھیں وچہ رکھے مثل دہریاندے
 سیاں جواناں دا بھلا ہے چاک رانجھا جہڑے جاندارب وریڑیاں دے
 خبردار رہنا مال وچہ کھلا پہلوان جوں وچہ اکھاڑیاں دے
 سانوں رتب نے آن ملایائے میں تاں بنھ رکھاں وچہ تھیڑیاں دے
 وارث شاہ ہے شیر جوان رانجھا طالع ویکھیں چاک سہیڑیاں وے



مائے کرم جاگے

پاس ماں دے ٹڈ ہڑی گل کیتی ماہی نہیں دا آن کے چھیڑیا میں
 نت پنڈ دے وچہ وچار پوندی ایہہ جھگڑا چانیریا میں
 بجنا نت رُلے منگو وچہ بیلے ماہی گھڑتے چتر سہڑیا میں
 مائے کرم جاگے ساڈے منگواں دے ساڈا اصل جیہڑا اکھڑیا میں
 اوہدی ذات صفات تحقیق کر کے رانجھا ذات فرق نکھیڑیا میں
 شیریں نال کلام حکایتاں دے اہدا جیوڑا پگڑ لوڑیاں میں
 وارث شاہ ہن رب نے مہر کیتی بوٹا دکھ دا پلڑ او کھیڑیا میں



بیڑا پار تھسی رب فضل کرسی

بیلے رب دا نام لے جا وڑیا، ہويا وہپ دے نال ظہیر میاں
 اوہدی نیک ساعت رجوع آن ہوئی، ملے راہ جاندے پنج پیر میاں
 رانجھا دیکھ کے طبع فرشتیاں دی، پنجاں پیراں دی پکڑ دا وہیر میاں
 آکھے ٹڈ ہڑی سوئی کرد بخشش نال، رب دے تساں ہے سیر میاں
 کیتی عرض فرصت سلام کر کے، مینوں چونپ ہے وچہ سریر میاں
 تساں ترٹھیاں کل جہان تردا، میرے تسیں ہوو دنگیر میاں
 رب کان سواری آپ تیرے کوئی پیش نہ آوسی بھیڑ میاں
 بچہ کھا چوری جو مجھ بوری وچہ جیو نہ ہو دل گیر میاں

حاصل ہوؤ سن سب مقصود تیرے، پوسی ٹھیک نشانے تے تیر میاں
 بیڑا پار تھیںسی رب فضل کرسی، ہونا میں ایڈ ظہیر میاں
 چھاویں رکھ دی بیٹھ کے شوق سیتی، سد لاؤندا وانگ فقیر میاں
 مینوں ہیر دا عشق ہے ہیر بخشوادے، رب دے تسیں امیر میاں
 بخشی ہیر درگاہ تھیں تہہ تا میں، سانوں یاد کریں پوے بھیڑ میاں
 تیرے ڈٹھیاں باجھ نہ پلک رہ سی آسی جھل بیلا ٹھی چیر میاں
 وارث شاہ جان نیک نصیب ہوون مدد پیر امیر فقیر میاں



تیری ہوگ مراد سب آس پوری

خواجہ خضر تے شکر گنج نور گوہری ملتان دا زکریا پیر نوری
 ہور شہید جلال بخاریا سی لعل شہباز بہشت حوری
 طرہ خضر رومال شکر گنج مند! لعل شہباز نور پوری
 خنجر سید جلال بخاریے نے کھنڈی زکریے پیر تے اک بھوری
 تینوں بھیڑ پوے کریں یاد جٹانا میں جانا اساں نوں پلک دوری
 وارث شاہ سانوں جدوں یاد کریں تیری ہوگ مراد سب آس پوری



ماہی دی سد نہ سنی

بیلا باغ سہایا مجھیاں نے رنگا رنگ دیاں رنگ رنگییاں نی
 ڈرکونجاں دی وانگ وچہ پھرن بیلے اک، تے سنگ سنگیاں نی

اک ڈھالیاں مینیاں بوڑیاں سن اک کیریاں تے اک نیلیاں نی
 اک کنڈھیاں سنگ دلدار سوہن اک ودھ دے مٹ مٹیلیاں نی
 بوٹھی مار کے اک اڈار ہویاں اک نال پیار رسیلیاں نی
 اک وانگ مرغابیاں چال چلن اک بولیاں چھیل چھیلیاں نی
 اک ابلقاں سیاہ سفید سوہن پوچھل چوریاں بگیاں بیلیاں نی
 وارث شاہ ماہی دی سد نہ سنی جہاں سک تیلیاں تے برے حیلیاں نی



شرع وچہ منظور نہ قول رناں

شرع وچہ منظور نہ قول رناں ، رانجھا ہیرنوں آکھ سناؤندا اے
 مکر رن دے جیڈ نہ مکر کوئی رب وچہ قرآن فرماؤندا اے
 مرشد جن تے رن دا بچھ شیطان جیہڑا افر لکھ پڑھاؤندا اے
 رناں سچیاں نوں کرن چاء جھوٹے مرداں وچہ نہ کوڑ سماؤندا اے
 رناں منڈیاں پوستیاں بھنگیاں دا اعتبار زبان نہ آؤندا اے
 وارث شاہ جے قول تے دین پہرہ پت مہر دا چاک سداؤندا اے



ولی غوث ایہہ رناں تھیں ہوئے پیدا

ہیر آکھدی رناں نوں مندناکیں رن نخ وچہ آپ نوں جالدی اے
 رن جیڈ نہ ہٹھ ہے کسے کرنا رن مال تے ملک نہ بھالدی اے

مٹیں مجنوں دے تن تے وبھہ اُگی سوہنی اپنے آپ نوں گالدی اے
 زلیخاں چھڈ سرداریاں ہو یا عاجز جھگی پاء کے ہٹھ سمہالدی اے
 پیکے ساہورے سکیاں دین پچھا بکھی کرن نہ دولتاں مالدی اے
 کسی ہوشہید وچہ تھلاں موئی شیریں سمجھ لے اوس دے نالدی اے
 ولی غوث ایہہ رناں تھیں ہوئے پیدا حوا سمجھ لے آدم دے نالدی اے
 پٹھ رن دے جیڈ نہیں مرد کرد وارث شاہ نوں خبر ایس حالدی اے



اللہ سچ تے نبی برحق

اللہ سچ تے نبی برحق میاں میٹاں اپنا دیاں اعتبار مینوں
 تیری بنڈری چجر ہے جان میری کھڑوچ لے ہٹ بازار مینوں
 مینوں ہور نہیں بھلیاں سب گلاں تیرے دیدی بس ہے کار مینوں
 تیرے دامن لگڑی رہاں میاں جیویں جانناکیں پار اوتار مینوں
 تیرے نام دارات دن ذکر کر یے جی دے مہر نال دیدار مینوں
 آپ کٹ ساں بنی جو ہوگ لکھی توں تاں دلوں نہ مول دسار مینوں
 تیرے نال ہی قول نباہنا ایس بھاویں جیت آوے بھاویں ہار مینوں
 ہن جیوندی مکھ نہ موڑ ساں گی وارث شاہ دے نال اقرار مینوں



ڈرنا ہووے جے عشق دے مہیناں تھیں

ہیر کرے تسلیاں رانجھے دیاں میرے دل دھیان کرنا
 دوتی دشمنیاں وچہ ہے واس تیرا صابر ہو کے دکھاں نوں چا جرنا
 ایس عشق دے بحر دی مہر مار وا کے لڑھ جا سی اکے ڈب مرنا
 دو جا کیدو ہے شکل شیطان دی حی چارہ ہوندیاں اوس نہ فرق کرنا
 بیڑا عاشقاں دا انت پار لگ سی سچ ثابتی دا تساں قدم دھرنا
 ایس عشق دے کھیت دی کار ایہا نال تہمتاں معاملہ پیا بھرنا
 صبر شکر کرنا چپ چاپ رہناں ہر اک دکھ زمانے دا سر دھرنا
 سر دے کے عشق دی اوکھلی وچہ فیہر غم دیاں دھمکاں تھیں کیہ ڈرنا
 ڈرنا ہووے جے عشق دے مہیناں تھیں لازم نہیں پھر عشق دا دم بھرنا
 مینوں چھڈو نہ کسے گار جوگی میرا کم ہے تیرا دیدار کرنا
 گھسن گھیر دا ہے نہیں خوف کوئی اساں عشق دے بحر دے وچہ ترنا
 شاید تہہ نوں ایس دی قدر ناہیں میری نیت ہے عشق دے وچہ مرنا
 جاہل عاشقاں نوں ایویں دین طعنے جویں قلب کملے لگے مگر مرنا
 وارث شاہ اک رب دی مہربا جوں نہیں عاشقاں آسرا ہو پھڑنا



لوئی شرم دی لاه کے

چھناں چوری داکٹ کے ہیر جٹی میں رانجھے تے تر ت پہنچاؤ دی اے
 کر کے قسم سوگند تے قول سچا مڑ کے گھراں دے ول اوہ آؤندی اے
 کتن تمن تے چھڈیا ہیر جٹی ہر وقت رنجھیٹے نے جاؤندی اے
 لوئی شرم دی لاه کے سنے سیاں نال شوق دے گلے لگاؤن وی اے
 خلقت ویکھ کے اوس دی چال بھیر پنے انکلیاں منہ وچہ پاؤندی اے
 وارث شاہ وچہ دوزخاں ساڑیں گے برے عملاں نوں شرفاء ماؤندی اے



ساڈی گل دی لوک وچار کردے

نشر ہوئی ایہہ گل وچہ جگ سارے ہیر دوستی چاک سے نال لائی
 نیلے ونجی ہار ہنڈا اونے نوں مولوں شرم حیا نہ کرے کائی
 گھر آئی جاں رانجھے توں وداع ہو کے ماں آکھدی کریں حیا کائی
 مینوں ساریاں لوکاں دے طعنیاں دے لوئی شرم دی مکھ توں تہ لائی
 مارڈ کرے کرن گے چاء تیرے چوچک باپ سلطان تے سکا بھائی
 آڈاریے چچر ہاریے نی سر ساڈرے وچہ تیں خاک پائی
 ساڈی گل دی لوک وچار کردے وچہ جھنگ سیال تے بہن بھائی
 وارث شاہ حساب نوں پکڑیں گے مایاں دی چند جاں نائی



اندر چھپ شیطان دے عمل کرناں

اندر چھپ شیطان دے عمل کرناں ایں باہر نکل نیکاں دادیس وٹایا ای
 ٹھگا کچرک ٹھگیاں نال ٹھگیاں لقمہ جان حرام دا کھایا ای
 خناس وانگوں خچر وادیاں دے کاہنوں جان کے کسب بنایا ای
 تینوں نال تکبر سی آکڑاں دا شیطان نے سبق پڑھایا ای
 جہاں نفس نوں ماریا رب جاتا نبی وچہ حدیث فرمایا ای
 کڑاں پوندیاں آپ لہا بیٹھوں پچھوں کملیا ڈھول وجایا ای
 مہنے بیٹھ کے غافل گھوک ستوں کیوں چڑھیاں نوں کھیت چگایا ای
 نالے یار تے چوگ گئے جانی یار نوں کاہ بھلایا ای
 عدلی راجہ نے نیک عمل تیرے جس ہیر ایمان دلویا ای
 وارث شاہ میاں بیڑا پار تیرا کلمہ پاک زبان تے آیا ای



طبع سوہنی دس آؤندی اے

کیدو ڈھونڈ اکھون ج نوں پھرے بھوندا باس چوری دی ہیلیوں آؤندی اے
 مگر لگ کے ہر دے اٹھ ٹریا جس راہ رنجھیٹے تے جاؤندی اے
 سبھ پھب گئی گل لنگڑے دی جس گل نوں ہیر کرلاؤنڈی اے
 مقصود ہو یا کیدو لنگڑے دا جیندی گل نوں ہیر ترماؤندی اے
 ہیر کول نہیں سی رانجھا نظر پیا تنگ لنگڑی تیز ہو جاؤندی اے

سوال پا کے منگ دا چنگ چوری جدوں ہیرندی ول جاؤندی اے
 رانجھا آکھ دا آؤ فقیر سائیں تہاڑی طبع سوہنی دس آؤندی اے
 وارث شاہ رنجھیٹے نوں ہیر جٹی ہر نعمتاں روز کھواؤندی اے



سخن چین جہاں دا چغل لنگاں

کیدو سہیلیاں ٹوپیاں پاگل وچہ وانگ فقر دے رنگ وٹاؤندا اے
 اسی بھکھ نے مار حیران کیتے آن سوال خدا دا پاؤندا اے
 ہیر گئی جاں ندی ول لین پانی کیدو آن کے نکھ وکھاؤندا اے
 رانجھا ویکھ کے صورت اوس دی نوں مہر بانگی نال بلاؤندا اے
 کیدو سن آواز خوش حال ہو یا طرف رانجھے دی دوڑیا آؤندا اے
 ایٹھے خبر دیویں اگے ملک تینوں کیدو ایہہ سوال سناؤندا اے
 ٹوپی پہن کے شیخ دی بنی صورت ابلیس دے مکر بناؤندا اے
 حاضر بھیجو جب توفیق مولا رنگ رنگ دیاں صداں سناؤندا اے
 رانجھے رگ بھر کے چوری جادتی لے کے تر ت اوہ پنڈول وھاؤندا اے
 ہیر پچھدی آن کے رانجھنے نوں ادھی چوری نوں کون لیجاؤندا اے
 رانجھا آکھ دا اک فقیر عاجز آن واسطہ رب دا پاؤندا اے
 دتی رب دے نام تے چاء چوری کوئی بہت مجذوب سداؤندا اے
 سخن چین جہاں دا چغل لنگاں ماواں دہیاں دے ویر پواؤندا اے
 وارث شاہ میاں ویکھ ٹنگ لنگی شیطان دی کلاء جگاؤندا اے



جہاں عشق دے معاملے سرچائے

مائے ربے چاک گھر گھلایائی تیرے ہون نصیب بے دہروں چنگے
 ایہو بے بے آدمی ہرھ آون سارا ملک ہی رتبوں دُعا منگے
 جہڑے رب کیتے کم ہو رہے سانوں مانو کیوں پیندے دے پنگے
 کل سیانیاں ملک نوں مت دتی تیج مہریاں عشق نہ کرو ننگے
 تائیں چھیڑیے رب دے پوریاں نوں جہاں کپڑے خاکدے وچہ رنگے
 جہاں عشق دے معاملے سرچائے وارث شاہ نہ کسے توں رہن سنگے



دیکھن لکھ سیالاں دی

ملکی دیکھ کے ہیر دا شوخ دیدہ چاء مہرتے حال اظہار کیتا
 اساں بنی ہے مہر جی بہت اوکھی سانوں ہیر دے مہنیاں خوار کیتا
 طعنے دین شریک تے لوک سارے چوہ طرفیوں خوار سنسار کیتا
 دیکھ لکھ سیالاں دی لاه سٹی نڈھی ہیر نے چاک نوں یار کیتا
 جاں میں مت دئی اگوں لڑن لگی لاه کے چشماں نوں چار کیتا
 کڈھ چاک نوں کھوہ لئے سبھ مہیں اساں چاک تھیں جی بیزار کیتا
 اکے دھی نوں چاء گھڑے ڈوب کرے جانوں رب صاحب گنہگار کیتا
 جھب ویاہ کے بیٹری کڈھ دیسوں سانوں ٹھٹھ ہے ایس مردار کیتا
 ایسی اولاد توں سنج اچھی جہاں مایاں نال وگاڑ کیتا
 وارث شاہ دا آکھیا من مہرتیوں راب صاحب نے سردار کیتا



اساں تخت ہزارہ نوں جاؤنا

ملکی آکھ دی لڑیوں بے نال چوچک کوئی سخن نہ جیوتے لاؤنا میں
 کہیا مایاں پتراں لڑن ہوندا تساں کٹھناں تے اساں کھاؤنا میں
 چھڈ مال دے نال میں گھول گھتی مال سانب کے گھریں لیاؤنا میں
 توں ہیں چوہ کے دودھ جمانا میں تو میں ہیر دا پلنگ وچھاؤنا میں
 کڑی کل دی تیرے توں رُس بیٹھی تو ہیں اوس نوں آن مناؤنا میں
 منگو مال تے ہیر سیال تیری نالے گھورتے نالے کھاؤنا میں
 گھتھا ٹولنا کس رلاؤنا میں سنجیں وگنوں تساں لیاؤنا میں
 منگو چھیڑ کے جھل وچہ ہوش رکھیں آئے غیر نوں چابلاؤنا میں
 تیرے نام توں ہیر قربان کیتی منگو سانب کے چار لیاؤنا میں
 منگو چھیڑ کے جھل وچہ میاں وارث اساں تخت ہزارہ نوں جاؤنا میں



حکم رب دا پیراں نوں بھاؤندا اے

را بھھا ہیر دی ماں دے لگ آکھے چھیڑ بھیاں جھل نوں آؤندا اے
 منگو واڑ دتا وچہ جھاگڑے دے نہائی کے رب دھیاندا اے
 بخشہار ستار ہے نام تیرا بخش ہیر ایہہ یہ شغل کماؤندا اے
 صورت وچہ محبوب دی محو ہو کے اگے نظر دے آن بہاؤندا اے
 ہیر ستواں دا مگر گھول چھناں ویکھو رزق رنجیٹے دا آؤندا اے
 گل پاء پلا پیریں جا پیندیں میں رانجھے نوں عشق مناؤندا اے

میرا مرن جیون تیرے نال میاں سجا لوک پیا بھس پاؤندا اے
 پنجائ پیراں دی آمد تر ت ہونی حکم رب دا پیراں نوں بھاؤندا اے
 رانجھا ہیر دویں ہتھ بنھ کھلے حکم پیراں دا ایہہ فرماؤندا اے
 وارث شاہ میاں تساں دوہاں تائیں رب ثابتی نال ملاؤندا اے



ایس عشق دا ونج بیو پارا ایہو

رانجھے ہیر دوہاں رل عرض کیتی اگوں پیراں دا ایہہ فرماؤنا میں
 بچہ ہیر تیری تے ہیر دا میں موتی لال دے نال پراؤنا میں
 پیراں دوہاں نوں بہت نصیحت کیتی ایس عشق اکھاڑیا پاؤنا میں
 بچہ دوہاں نے رب نوں یاد کرنا اتے عشق نوں مہناں کی لاؤنا میں
 اٹھے پھر خدا دی یاد اندر تساں خیر تے خیر کماؤنا میں
 مہناں تساں نوں جگ نے لاؤنا تیں تساں نوں نس نہ جاؤنا میں
 ایس عشق دا ونج بیو پارا ایہو جی جان تے سیس گھماؤنا میں
 وارث شاہ پنجائ پیراں حکم کیتا بچہ عشق نوں نہیں ڈولاؤنا میں



ایس عشق دے روگ دی گل ایویں

ہیر آکھ دی بابلا عملیاں توں نائیں عمل ہٹایا جا میاں
 جیہڑیاں واریاں عاداتاں جان نائیں رانجھے چاک توں رہیا نہ جا میاں

شینہ چترے رہن نہ ماس باہجوں جھٹ نال ایہہ رزق کما میاں
 داغ انب دی رسا دا نہیں لہذا داغ عشق دا بھی نہیں جا میاں
 ہور سب گلاں منظور کراں اک چاک توں نہیں ہٹا میاں
 جتھے قلم تقدیر دی وگ چکی اوتھے نہیں جو دے مٹا میاں
 تیاں منگ درگاہ تھیں لیا رانجھا چاک بخشیا آپ خدا میاں
 ہور سب مسئلے منظور کیتے بناں رانجھے دے نہیں ٹکا میاں
 ایس عشق دے روگ دی گل ایویں سر جائے تے ایہہ نہ جا میاں
 وارث شاہ میاں جویں گنج سردا باراں برس پٹن نہیں جا میاں



جہاں قول تے ہردم ایمان چھڈے

بنی کلنی بندیاں سمجھ مائے لگے درد جو ایس وجود ہے نی
 جہاں گلاں راتوں میں نام لیندی انہیں گلیں نہ کچھ بہود ہے نی
 رانجھے نال ہے قول قرار میرا قولوں پھرانتے ہوواں مردود ہے نی
 رانجھا کہند یہو کھیڑا دسد یہو تیرے قاضی دا دل خوشنود ہے نی
 تیاں رانجھے نوں چھڈاں نہ مول مائے جچے تن وچہ جان موجود ہے نی
 وچہ دوزخاں پا کے ساڑیائی اوہ تاں کافر بڑا ہے یہود ہے نی
 دعویٰ نال خدا دے نبھدا سی اپنی بندگی تے نمرود ہے نی
 جہاں قول تے ہردم ایمان چھڈے وارث شاہ وچہ حشر نابود ہے نی



اوہ نوں گھر اُجاڑ بپندی

اوہ نوں گھر اُجاڑ بپندی جیہڑی نال گوانڈیاں رلی ہووے
 اوہ دھی حیا گوا بپندی جیہڑی نت بن بنیرے چڑھی ہووے
 اوس بہن نوں قدر کیہہ بھراوی جیہڑی نانکیاں دے گھر پئی ہووے
 چھڈ سائیں وارثاں ماں ہوندی چاہے بری ہووے چاہے بھلی ہووے



الف آجانی خیر نال آویں

الف آجانی خیر نال آویں کیوں دل کیتا تیرا آؤنے نوں؟
 گوڈے وڈے کراں میں چار پاوے بانہیں رکھ لے پیناں پوانے نوں
 وال وال کر کے منجا خوب بن لے کھل لالے پٹھ وچھاؤنے نوں
 وارث شاہ میاں پنجر پیا خالی لے جیار دا ساج وچھاؤنے نوں



بجھی عشق دی آگ نوں واؤ لگی

بجھی عشق دی آگ نوں واؤ لگی سماں آیا ہے شوق جگاؤنے دا
 بالنا تھ دے ٹلے دا راہ پھڑیا متا جاگیا گن پڑاؤنے دا
 پٹے پال ملائیاں نال رکھے وقت آیا ہے رگڑ مناؤنے دا
 جرم کرم تیاگ کے تھاپ بیٹھا کسے جوگی دے ہتھ دکاؤنے دا

بندے سوئے دے لاه کے چاء چڑھیا گن پاڑ کے مندراں پاوئے دا
کے ایسے گرو دیو دی ٹہل کر یے سحر دس دے رن کھسکاوئے دا
وارث شاہ میاں لہنہاں عاشقاں نوں فکر ذرا نہ چند گواوئے دا



جوگی چھڈ جہان فقیر ہوئے

جوگی چھڈ جہان فقیر ہوئے ایس جگ وچ بہت خواریاں نیں
لیں دین تے دعا انیاؤں کرنالٹ گھٹ تے چوریاں یاریاں نیں
اوہ پُرکھ نربان پد جا پنچے جہاں پنچے ہی اندریاں ماریاں نیں
جوگ دیوتے کرو نہال مینوں کیہاں جیوتے گھنڈیاں چاڑھیاں نیں
ایس جٹ غریب توں تاراوویں چویں اگلیاں سنکٹاں تاریاں نیں
وارث شاہ میاں رب شرم رکھے جوگ وچ مصیبتاں بھاریاں نیں



ناؤں فقر دا بہت آسان لینا

ایس جوگ دے واعدے بہت اوکھے نادانہت تے سن و جاونا وو
جوگی جنگم گوڈری جٹا دھاری منڈی رمللا بھیکھ وٹاونا وو
تاڑی لایکے ناتھ دا دھیان دھرنا دسویں دوار ہے ساس چڑھاونا وو
جے آئے داہر کھ تے سوگ چھڈے نہیں مویاں گیاں پچھو تاونا وو
ناؤں فقر دا بہت آسان لینا کھرا کٹھن ہے جوگ کماونا وو

دھو دھائی کے جٹاں نوں دھوپ دینا سدا اَنگ بھبھوت رومانا وو
 اُدیان باشی جتی جتی جوگی جہات استری تے ناہیں پاونا وو
 لکھ خوبصورت پری حور ہووے ذرا جیو ناہیں بھرامانا وو
 کند مول تے پوست انیم بیجا نشہ کھائی کے مست ہو جاونا وو
 جگ خواب خیال ہے سُن مائر ہو کملیاں ہوش بھلاونا وو
 گھت مندراں جنگلاں وچ رہنا بین کنگ تے سکھ و جاونا وو
 جگن ناتھ گوداوری گنگ جمننا سدا تیرتھاں تے جاء نہاونا وو
 میلے سدھاں دے کھیلنا دیس کچھم نواں ناتھاں دا درس پاونا وو
 کام کرودھ تے لوبھ ہنکار مارن جوگی خاک در خاک ہو جاونا وو
 رتاناں گھوردا گاوند پھریں وحشی تینوں اوکھڑا جوگ کماونا وو
 ایہہ جوگ ہے کم نراسیاں دا تٹاں جٹاں کیہ جوگ تھوں پاونا وو



عشق دے رنگ راتے

گھوڑا صبر دا ذکر دی واگ دے کے نفس مارنا کم بھجنگیاں دا
 چھڈ زراں تے حکم فقیر ہوون ایہہ کم ہے ماہنواں چنگیاں دا
 عشق کرن تے تیج دی دھار کین نہیں کم ایہہ بھکھیاں تنکیاں دا
 جیہڑے مرن سو فقر تھیں ہون واقف نہیں کم ایہہ مرن تھیں سنگیاں دا
 اتھے تھوں تھوں ناہیں اڑبنکیاں دا فقر کم ہے سیراں تھوں لنگھیاں دا

شوق مہرتے صدق یقین با بچھوں کیہا فائدہ ٹکڑیاں منگیاں دا
وارث شاہ جو عشق دے رنگ رتے گندی آپ ہے رنگ دیاں رنگیاں دا



کھاء ریزق حلال تے سچ بولیں

کھاء ریزق حلال تے سچ بولیں چھڈ دے توں یاریاں چوریاں وو
توبہ کریں تقصیر معاف تیری جیہڑیاں پچھلیاں صفاں نگھوریاں وو
اوہ چھڈ چالے گوار پئے والے چٹی پاڑ کے گھتیوں موریاں وو
پچھا چھڈ جٹالیاں سانجھ خصماں جیہڑیاں پاڑ یو کھنڈ دیاں بوریاں وو
جو راہکاں جو ترے لا دتے جیہڑیاں ارلیاں بھدیاں دھوریاں وو
دھو دھا کے مالکاں ورت لیاں جیہڑیاں چاٹیاں کیتیوں کھوریاں وو
رلے وچ تیں ریڑھیا کم چوری کوئی خرچیاں ناہیوں بوریاں وو
چھڈ سبھ بریاں خاک ہو جانہ کر نال جگت دے زوریاں وو
تیری عاجزی عجز منظور کیتے تاں میں مندرائ گن وچ سوریاں وو
وارث شاہ نہ عادتائ جان دیاں نہیں بھانویں کٹیے پوریاں پوریاں وو



جدوں کرم اللہ دا کرے

جدوں کرم اللہ دا کرے مدد بیڑا پار ہوئے نماںیاں دا
لینا قرض ناہیں بوہے جا بہے کیہا تان ہے آساں نتانیاں دا

میرے کرم سولڑے آن پہنچے کھیت جمیا بھدیاں داناں دا
وارث شاہ میاں وڈا وید آیا سردار ہے سبھی سائیاں دا



اجڑ چارنا کم پیغمبراں دا

اجڑ چارنا کم پیغمبراں دا کیا عمل شیطان دا ٹولیو ای
بھیڈاں چار کے ہمتاں جوڑنا ایں کیا غضب فقیرتے بولیو ای
اےیں فقر اللہ دے نانگ کالے آساں نال کیہ کوئیلا گھولیو ای
واہی چھڈ کے کھولیاں چاریاں نی ہو یوں جوگڑا جیو جاں ڈولیو ای
سچ من کے پچھاں مڑ جا جٹا کیا گوڑ دا گھولنا گھولیو ای
وارث شاہ ایہہ عمرنت کریں ضائع شکر وچ پیاز کیوں گھولیو ای



بھیت دسا مرد دا کم ناہیں

بھیت دسا مرد دا کم ناہیں مرد سوئی جو ویکھ دم گھٹ جائے
گل جیو دے وچ ہی رہے خفیہ کاؤں وانگ پیخال نہ سٹ جائے
بھیت کسے دا دسا بھلا ناہیں بھانویں پچھ کے لوک نکھٹ جائے
وارث شاہ نہ بھیت صندوق کھلے بھانویں جان دا جنڈرائٹ جائے



وارث شاہ دا شعر کیہ سحر ہے نی

ایہہ مثل مشہور ہے جگ سارے کرم رب دے جیڈ نہ مہر ہے نی
ہنر جھوٹھ کمان لاہور جیہی اتے کانوڑو جیڈ نہ سحر ہے نی
چنگلی نہیں دیپالپور کوٹ جیہی اوہ نمرود دی تھاؤں بے مہر ہے نی
نقش چین تے مُشک نہ ختن جیہا یوسف زیب نہ کسے دا چہر ہے نی
میں تاں توڑ ہشدھات دے کوٹ شاں تینوں دس کھاں کاس دی ویہر ہے نی
بات بات تیری وِج پن کامن وارث شاہ دا شعر کیہ سحر ہے نی



صبر فقر دا قول اقرار ہے وے

مایاں اٹھائی پھرن ایس جگ اتے جہاں بھون تے گل بیہار ہے وے
لہنہاں پھرن ضرور ہے دینہہ راتیں دُھروں پھرن لہنہاں دڑی کار ہے وے
سورج چند گھوڑا اتے روح چکل نظر شیر پانی ونجار ہے وے
تانا تنن والی ال گدھا کتا تیر چھج تے چھو کرا یار ہے وے
ٹوپا چھاننی تکرئی تیج مرکب کلا ترکلا پھرن وپار ہے وے
بلی رن فقیر تے اگ باندی لہنہاں پھرن گھر وگھری کار ہے وے
لہنہاں اٹھایاں وچوں توں مول ناہیں تیرا لڑن تے بھڑن رزگار ہے وے
وارث شاہ ویلی بھیکھے لکھ پھر دے صبر فقر دا قول اقرار ہے وے



عدل بنا سردار ہے رُکھ

عدل بنا سردار ہے رُکھ اچھل رن کڈھنی جو وفادار ناہیں
 نیاز بناء ہے کچنی بانہہ تھانویں مرد گدھا جو عقل دایار ناہیں
 بناء آدمیت ناہیں انس جاپے بناء آب قتال تلوار ناہیں
 صبر ذکر عبادتاں باہجھ جوگی دماں باہجھ جیون درکار ناہیں
 ہمت باہجھ جوان دن حسن دلبر لون باہجھ طعام سواد ناہیں
 شرم باہجھ مچھاں بناء عمل داڑھی طلب باہجھ فوجاں بھر بھار ناہیں
 عقل باہجھ وزیر صلوة مومن دیوان حساب شمار ناہیں
 وارث رن فقیر تلوار گھوڑا چارے تھوک ایہہ کسے دے یار ناہیں



مرد صادہن چہرے نیکیاں دے

مرد صادہن چہرے نیکیاں دے صورت رن دی میم موقوف ہے نی
 مرد عالم فاضل اجل قابل کسے رن نون کون وقوف ہے نی
 صبر فرع ہے نیا نیک مرداں اتھے صبر دی واگ معطوف ہے نی
 دفتر مکر فریب تے خچر وائیں اینہاں پستیاں وچ ملقوف ہے نی
 رن ریشمی کپڑا پہن مسلی مرد جوز قیدار مشروف ہے نی
 وارث شاہ ولایتی مرد میوے اتے رن مسواک دا صوف ہے نی



یار سوئی جو جان قربان ہووے

دوست سوئی جو پیت وچ بھیر کئے یار سوئی جو جان قربان ہووے
 شاہ سوئی جو کال وچ بھیر کئے گل پات دا جو نگہبان ہووے
 گاؤں سوئی جو سیال وچ دڈھ دیوے بادشاہ جو زنت شبان ہووے
 نار سوئی جو مال دن بیٹھ جالے پیادہ سوئی جو بھوت مسان ہووے
 امساک ہے اصل افیم با بھجوں غصے بناء فقیر دی جان ہووے
 روگ سوئی جو نال علاج ہووے تیر سوئی جو نال کمان ہووے
 کنجر سوئی جو غیرتاں با بھجھ ہوں جو یں بھا بڑا بناء آستان ہووے
 قصبہ سوئی جو دیر بن پیا قے سے جلا د جو مہر دن خان ہووے
 کواری سوئی جو کرے حیا بہتا نیویں نظر تے با بھجھ زبان ہووے
 بناء چورتے جنگ دے دیس وے سے پٹ سوئی دن آن دے پان ہووے
 سید سوئی جو شوم نہ ہووے کار زانی سیاہ تے نہ قہروان ہووے
 چا کر عورتاں سدا بے عذر ہوں اتے آدمی بے نقصان ہووے
 پرہاں جاوے بھیسیا چو براوے متاں منگنوں کوئی ودھان ہووے
 وارث شاہ فقیر دن حرص غفلت یاد رب دی وچ مستان ہووے



کارساز ہے رب تے پھیر دولت

کارساز ہے رب تے پھیر دولت سمھو محنتاں پیٹ دے کارنے نی
 نیک مرد تے نیک ہی ہووے عورت اونہاں دوہاں دے کم سوارنے نی
 پیٹ واسطے پھرن امیر ڈر ڈر سیدزادیاں نے گدھے چارنے نی
 پیٹ واسطے پری تے حورزاداں جان جن تے بھوت دے وارنے نی
 پیٹ واسطے رات نوں چھوڈ گھر در ہو پاہرو ہو کرے مارنے نی
 پیٹ واسطے سبھ خرابیاں نیں پیٹ واسطے خون گزارنے نی
 پیٹ واسطے فقر تسلیم توڑن سمھو سمجھ لے رتے گوارنے نی
 ایس زمین نوں واہندا ملک مکا اُتے ہو چکے بڈے کارنے نی
 کاؤں ہورتے راہک نیں ہو راس دے خاوند ہو روم ہو رتاں مارنے نی
 مہربان بے ہووے فقیر اک پل تساں جے کروڑ لکھ تاڑنے نی
 وارث شاہ بے رن نے مہر کیتی بھانڈے بول دے کھول منہ مارنے نی



جیہی نیت ہے تیہی مراد

جیہی نیت ہے تیہی مراد ملیا گھرو گھری چھائی سرپاونا نیں
 پھریں منگدا بھونگدا خوار ہوندا لکھ دغے پکھنڈ کماونا نیں
 سانوں رب نے دڈھ تے دہی دتا بچھا کھاونا اتے ہنڈاونا نیں
 سونا رپڑا پہن کے اسیں پیسے وارث شاہ توں جیو بھراونا نیں



بُرا بول نہ رب دیاں پُوریاں نوں

فقر شیر دا آکھدے ہین برقع بھیت فقر دا مول نہ کھولے نی
 وُدھ صاف ہے دیکھنا عاشقاں دا شکر وِچ پیاز نہ گھولے نی
 سرے خیر سوہس کے آن دتے لے دعائے مٹھرا بولے نی
 لے چڑھائیکے ودھ پیسہ پر تول تھیں گھٹ نہ تولے نی
 بُرا بول نہ رب دیاں پُوریاں نوں نی بے شرم کپتے لولے نی
 مستی نال فقیراں نوں دس گالھیں وارث شاہ دو ٹھوک منولے نی



جدوں تیک ہے زمین آسمان قائم

جدوں تیک ہے زمین آسمان قائم تداں تیک ایہہ واہ سبھ ویہن گے نی
 سجا کبر ہنکار گمان لدے آپ وِچ ایہہ اُنت نوں ڈیہن گے نی
 اسرافیل جاں صُور قرنا پھو کے تدوں زمین آسمان سبھ ڈھین گے نی
 گرسی عرش تے لوح قلم جنت روح دوزخاں ست ایہہ زیہن گے نی
 قمر عسٹ کے پرشن میں لاوناہاں دساں اونہاں جو اٹھ کے بہن گے نی
 نالے پتری پھول کے فال گھتاں وارث شاہ ہوری سچ کہن گے نی



گھروں کڈھیا عقل شعور گیا

گھروں کڈھیا عقل شعور گیا آدم جنتوں کڈھ حیران کیتا
سجدے واسطے عرش توں دے دھکے چویں رب نے رد شیطان کیتا
شداد بہشت تھیں رہیا باہر نمود مچھر پریشان کیتا
وارث شاہ حیران ہو رہیا جوگی چویں نوح حیران طوفان کیتا



بوتیاں گلاں اساں کرنیاں ناہی

بوتیاں گلاں اساں کرنیاں ناہی ، اساں نیڑیوں گل مکاؤنی اے
وارث شاہ میاں گل لو کریاں جیہڑے روز حشر کم او لیونی اے
ایویں کت کوتیاں کرنا ایں ذرا ٹھاگ زبان نوں گندیاں اولے
ایویں رناں وچ تناں بن بیٹھیاں اے کسی بھاگ بھری دیاں چنڈیاں اولے
تیری ساریاں چھلتریں صاف ہوسن جدوں جاڑ خرا اوئے رندیاں ہووے



حضرت سید وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا وصال

وارث شاہ ہووے روشن نام تیرا

کرم ہووے جے رب شکور دا اے

حضرت سید وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے دیگر حالات و واقعات کی مانند آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تاریخ وصال کے متعلق بھی کتب سیر میں مختلف آراء موجود ہیں اور مورخین میں جس طرح آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت کے متعلق اختلاف پایا جاتا ہے اسی طرح تاریخ وصال اور سن وصال میں بھی اختلاف پایا جاتا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے تاریخ وصال کے محققین کی چند آراء حسب ذیل ہیں۔

مولوی محمد داؤد نے اپنی تحقیق کے مطابق حضرت سید وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا سن وصال ۱۱۷۱ھ بمطابق ۱۷۵۷ء بیان کیا ہے۔

حمید اللہ ہاشمی نے اپنی تصنیف میں حضرت سید وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا سن وصال ۱۱۸۳ھ بمطابق ۱۷۷۰ء بیان کیا ہے۔

سید سبط اللہ ضیغم نے اپنی ریسرچ میں حضرت سید وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا سن وصال ۱۲۰۶ھ بمطابق ۱۷۹۲ء بیان کیا ہے۔

موہن سنگھ نے حضرت سید وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا سن وصال ۱۱۹۹ھ بمطابق ۱۷۸۴ء بیان کیا ہے۔



فرمودات

- زندگی کی شاخ پر کوئی پرندے آئے اور بول کر چلے گئے اور یہاں کوئی بھی اپنا مستقل ٹھکانہ قائم نہ کر سکا۔ ❀
- اللہ عزوجل ہماری شرم رکھے اور ہمارے عیوب سے پردہ پوشی فرماتے ہوئے ہمیں اس دنیا سے گزار دے۔ ❀
- اے بد عمل! تو جس سے چوری چھپے برے عمل کرتا ہے وہ تیرے بال بال سے بھی واقف ہے۔ ❀
- محبوب کے ہونٹ آب حیات کی مانند ہوتے ہیں۔ ❀
- محبوب حقیقی سے جدائی کا غم موت سے بھی برا ہے۔ ❀
- غنی بروز حشر اس لئے پکڑے جائیں گے کہ ان سے فقراء کے متعلق سوال کیا جائے گا۔ ❀
- اللہ عزوجل بندوں کے تمام عیوب سے واقف ہے۔ ❀
- دنیا میں اپنے قیام کو سرانے میں ایک رات کے قیام کی مانند خیال کرو۔ ❀
- چاند اور سورج کو ان کی گردش کی وجہ سے گرہن لگتا ہے۔ ❀
- اللہ عزوجل کی مدد شامل حال ہو تو پھر فضل ہو ہی جاتا ہے۔ ❀
- بروز حشر جب بادشاہ کے اعمال کا وزن ہوگا اس سے عدل کے متعلق دریافت کیا جائے گا۔ ❀

جیسے مکھی شہد کے نزدیک جا کر اس میں پھنس جاتی ہے اس طرح انسان اس دنیا میں پھنس چکا ہے۔

پتھر پر کبھی رنگ نہیں چڑھتا خواہ اسے کتنا ہی کسی رنگ میں ڈبو یا جائے۔

عشق کی رسم اور قانون یہ ہے کہ خاموش رہا جائے اور جس نے زبان کھولی اسے مار دیا گیا۔

پاک و صاف قلب والے عطر کی تلاش میں عطر نکالنے والی دوکان کو ڈھونڈ لیتے ہیں۔

جب تکلیف برداشت کر کے راتوں کو محنت کی جائے یعنی ذکر الہی میں شب بھر مشغول رہا جائے تو پھر راتیں ضائع نہیں جاتیں۔

حرص میں کچھ نفع نہیں۔

وہ لوگ ہمیشگی زندگی پاتے ہیں جو اپنی زندگی ذکر الہی و فکر الہی میں بسر کرتے ہیں۔

اے انسان! جب ساڑھے تین ہاتھ یعنی قبر کی زمین تیری ملکیت ہے تو پھر تو اتنا بڑا رقبہ گھیرنے کی خواہش کیوں رکھتا ہے۔

اے انسان! تجھے اس دنیا میں بندگی کے لئے بھیجا گیا اور تو یہاں آتے ہی کھانے پینے میں مشغول ہو گیا۔

اے انسان! تو اس وقت بندوں کو پچھتائے گا جب ملک الموت تیری روح قبض کرنے کے لئے آن پہنچے گا۔

اے انسان! تیری ان سانسوں کا کیا بھروسہ ہے تو اپنی زندگی کو یوں فضولیات میں برباد نہ کر۔

اے انسان! تو جوانی کے نشہ میں مست رہا اور اب جب عمل کا وقت گزر گیا تو تجھے پچھتاوے کے سوا کچھ نہیں ملا۔

- نیکی اور بندگی کرو کہ تمہیں اس دنیا میں دوبارہ لوٹ کر نہیں آنا۔ ❊
- رضائے الہی، تقدیر اور وقت کو اولیاء اللہ ﷺ بھی نہیں ٹال سکے۔ ❊
- سچ کو جھوٹ میں چھان کر اسے نکھار دو۔ ❊
- ان عاشقوں کو کیسے آرام آسکتا ہے جن کے مقدر میں عشق کے صحراؤں میں جلنا لکھ دیا گیا ہو؟ ❊
- اللہ عزوجل کے علاوہ کمزوروں کی پشت پناہی کرنے والا کون ہے؟ ❊
- گونگا قرآن مجید کا حافظ نہیں ہو سکتا اور اندھا شخص کبھی جانوروں کو نہیں دیکھ سکتا۔ ❊



حضرت سیدوارث شاہ علیہ

کے معاصرین

رہے اب ایسی جگہ چل کر جہاں کوئی نہ ہو
 ہم سخن کوئی نہ ہو اور ہم زباں کوئی نہ ہو
 بے در و دیوار سا اک گھر بنانا چاہئے
 کوئی ہمسایہ نہ ہو اور پاسباں کوئی نہ ہو
 پڑیے گر بیمار تو کوئی نہ ہو بیمار دار
 اور اگر مر جائیے تو نوحہ خواں کوئی نہ ہو

حضرت بابا بلھے شاہ رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا نام ”سید عبداللہ“ ہے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے بابا بلھے شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے نام سے شہرت پائی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد بزرگوار حضرت سید مخی شاہ محمد درویش رحمۃ اللہ علیہ ہیں جو بلند پایہ عالم دین تھے۔

حضرت بابا بلھے شاہ رحمۃ اللہ علیہ ۱۰۶۱ھ بمطابق ۱۶۸۰ء کو اوج گیلانیاں ضلع بہاولپور میں پیدا ہوئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد بزرگوار سے حاصل کی اور پھر قصور تشریف لے گئے اور حضرت حافظ غلام مرتضیٰ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد ہوئے جن کا شمار اس وقت کے نامور علماء میں ہوتا تھا۔

حضرت بابا بلھے شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت حافظ غلام مرتضیٰ رحمۃ اللہ علیہ سے عربی و فارسی زبان میں عبور حاصل کیا اور اس کے علاوہ سنسکرت زبان بھی سیکھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مروجہ دینی علوم میں عبور حاصل کیا اور دستارِ فضیلت سے نوازے گئے۔

حضرت بابا بلھے شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا معمول تھا کہ رات کو وظیفہ پڑھ کر سوتے تھے۔ ایک دن رات خواب میں دیکھا کہ شدید گرمی کا موسم ہے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ سفر میں ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ادھر ادھر نگاہ دوڑائی کہ شاید کوئی سایہ دار درخت دکھائی دے اور پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ کو ایک جگہ چند درخت دکھائی دیئے آپ رحمۃ اللہ علیہ ان میں سے ایک درخت کے نیچے آرام کی غرض سے لیٹ گئے۔ ابھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کو لیٹے کچھ دیر ہوئی تھی کہ آسمان سے ایک تخت اتر اور وہ تخت جب آپ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک آیا تو اس پر ایک نورانی بزرگ تشریف فرما تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ

نے انہیں سلام کیا اور انہوں نے سلام کا جواب دیتے ہوئے پوچھا کیا تم مجھے جانتے ہو؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے نفی میں سر ہلا دیا۔ انہوں نے فرمایا میں تمہارا جدا مجد ہوں میرا نام سید عبدالحکیم رحمۃ اللہ علیہ ہے تم مجھے پانی پلاؤ کہ مجھے پیاس لگی ہوئی ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میرے پاس ایک دودھ کا پیالہ تھا میں نے وہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پیش کیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے وہ دودھ نوش فرمایا اور اس میں سے کچھ مجھے دے دیا۔ میں نے اسے اپنے لئے سعادت جانا اور وہ دودھ نوش فرمایا۔ انہوں نے میرے حق میں دعائے خیر فرمائی اور فرمایا کہ تم کسی کامل مرشد کے ہاتھ پر بیعت ہو جاؤ تا کہ تمہیں قلبی سکون میسر ہو۔ یہ فرما کر وہ تخت ہوا میں بلند ہوا اور میری نگاہوں سے اوجھل ہو گیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں نے اس خواب کا ذکر اپنے والد سے کیا تو انہوں نے خوشی کا اظہار کیا اور فرمایا کہ وہ تمہارے جدا مجد تھے تم ان سے اپنے مرشد کامل کا نام دریافت کرتے تا کہ تمہیں ان کی تلاش میں آسانی ہوتی۔ میں نے والد بزرگوار کی بات سنی تو پریشان ہو گیا۔ والد بزرگوار نے فرمایا تم اپنا معمول کا وظیفہ جاری رکھو اللہ عزوجل تمہاری مشکل آسان فرمائے گا۔ پھر ایک رات خواب میں آپ رحمۃ اللہ علیہ پر یہ راز کھلا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے جدا مجد حضرت سید عبدالحکیم رحمۃ اللہ علیہ کا مزار لاہور کے علاقہ ساندہ میں ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ لاہور تشریف لائے اور حضرت سید عبدالحکیم رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پاک پر معتکف ہوئے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت سید عبدالحکیم رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت ہوئی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے اپنی مشکل بیان کی تو حضرت سید عبدالحکیم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تمہارا حصہ حضرت شاہ عنایت قادری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ہے تم ان کے دامن سے وابستہ ہو جاؤ اور ان کی خدمت کو اپنے لئے عین سعادت جانا۔

حضرت بابا بلھے شاہ رحمۃ اللہ علیہ، حضرت شاہ عنایت قادری شطاری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان کے درس میں شمولیت اختیار کی۔ جب درس ختم ہوا اور تمام طالبان حق چلے گئے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنی نشست پر ہی تشریف فرما تھے۔ حضرت شاہ عنایت قادری

شطاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تمہارا کیا مسئلہ ہے تم بھی اب اپنے گھر لوٹ جاؤ؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا حضور! میں جانے کے لئے نہیں آیا بلکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے قدموں میں رہنا چاہتا ہوں۔ حضرت شاہ عنایت قادری شطاری رحمۃ اللہ علیہ نے سنا تو مسکرا دیئے اور فرمایا میں جانتا ہوں کہ تم کس مقصد کے لئے آئے ہو؟ پھر حضرت شاہ عنایت قادری شطاری رحمۃ اللہ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو دلی مراد سے نوازا اور بیعت کی سعادت سے سرفراز فرمایا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ بیعت ہونے کے بعد ہر وقت مرشد پاک کی خدمت میں حاضر رہنے لگے اور مرشد پاک کی خدمت کو اپنے لئے سعادت عین تصور کیا۔

حضرت بابا بلھے شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے مرشد پاک حضرت شاہ عنایت قادری شطاری رحمۃ اللہ علیہ کا تعلق ارا میں برادری سے تھا جبکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا تعلق سادات گھرانے سے تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ مرشد پاک کا رنگ اس قدر غالب آیا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مرشد پاک کو اپنا قبلہ و کعبہ قرار دے دیا۔ ایک سید کے لئے ایک ارا میں کو اپنا مرشد بنانا کسی حیرانگی سے کم نہ تھا اور لوگوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو تنقید کا نشانہ بھی بنایا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے عشق کے مذہب میں ذات اور برادری کی نفی کی اور لوگوں کے طعنوں کے باوجود مرشد پاک سے عقیدت میں کسی بھی طرح کمی نہیں آئی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے لوگوں کے طعنوں کو یوں بیان فرمایا۔

عشق اسماں نال کہی کیتی لوک مریندے طعنے

متر پیارے دے کارن نی میں لوک اُلا ہمیں سہنی ہاں

حضرت بابا بلھے شاہ رحمۃ اللہ علیہ اپنے مرشد پاک حضرت شاہ عنایت قادری شطاری رحمۃ اللہ علیہ کے حکم پر پانڈو کے تشریف لے گئے مگر وہاں کے لوگوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی قدر نہ کی اور پھر پانڈو کے کی تباہی کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ لاہور مرشد پاک کے پاس واپس تشریف لائے تو مرشد پاک کے حکم پر قصور شہر گئے اور قصور شہر کو رشد و ہدایت کا مسکن بنایا۔

حضرت بابا بلھے شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک سو دس برس کی عمر میں ۱۱۷۱ھ بمطابق ۱۷۸۵ء

میں اس جہانِ فانی سے کوچ فرمایا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو قصور شہر میں مدفون کیا گیا جہاں آج آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مزارِ پاک مرجعِ گاہِ خلاقِ خاص و عام ہے۔

زآنچھا تخت ہزارے داسائیں ہن اوتھوں ہو یا چور
بلھا شاہ آساں مرنا ناہیں گور پئے کوئی ہور

فرمودات:

- ✽ اصل عاشق وہی ہے جو اپنے محبوب کے تصور سے مست و بے خود ہو اور ہر کام سے نا آشنا بن جائے۔
- ✽ عشق میں لعن طعن رسمِ دنیا ہے عاشق کو اس کی پرواہ نہیں کرنی چاہئے اور ہمہ وقت محبوب کے خیالوں میں گم رہنا چاہئے۔
- ✽ عشق ایک ایسی بازی ہے جسے فرشتے بھی کھیلنے پر راضی نہیں۔
- ✽ عشق میں شرم و حیاء کا کوئی کام نہیں اور اگر ناچنے سے محبوب مل سکے تو اس سے اچھا کون سا کام ہو سکتا ہے۔



حضرت خواجہ نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا نام ”سہیل“ ہے جبکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے لقب ”نور محمد“ کے نام سے مشہور ہوئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد بزرگوار کا نام ہندال ہے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کا تعلق کھریل قوم سے ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ ۱۲ رمضان المبارک ۱۱۴۲ھ کو چوتالہ میں پیدا ہوئے۔

حضرت خواجہ نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ کو لوگ ”بابل“ کے نام سے پکارتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اس نام کے بارے میں حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت حافظ محمد جمال رحمۃ اللہ علیہ ایک روز قبلہ عالم حضرت خواجہ نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کے لئے روانہ ہوئے۔ دریا کے کنارے کوئی کشتی موجود نہ تھی۔ وہ حیران ہو کر بیٹھ گئے کہ اچانک ایک لڑکا دریا سے ظاہر ہوا اور ان کا قرآن شریف اپنے سر پر رکھ کر کہنے لگا کہ اپنا ہاتھ میرے کندھے پر رکھو تا کہ دریا عبور کر سکو۔ انہوں نے اس لڑکے سے دریافت کیا کہ آپ کا نام کیا ہے؟ اس لڑکے نے جواب دیا کہ میرا نام ”بابل“ ہے۔ پھر انہوں نے اس لڑکے کا ہاتھ پکڑا اور وہ انہیں دریا کے پار لے گیا۔ دریا کے پار پہنچنے کے بعد وہ لڑکا غائب ہو گیا۔

حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ”بابل“ قبلہ عالم حضرت خواجہ نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ کا نام تھا اور اہل علاقہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اسی نام سے پکارتے تھے۔ جب آپ رحمۃ اللہ علیہ مرشد پاک حضرت مولانا فخر الدین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر بیعت ہوئے تو انہوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کا نام ”نور محمد“ رکھا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے نور سے

ایک زمانہ منور ہوا۔

حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میاں احمد بہ دودھ والا رحمۃ اللہ علیہ نے قبلہ عالم حضرت خواجہ نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش سے قبل دوسری عورتوں کے درمیان آپ رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ کو دیکھا تو بغور ان کو دیکھنے لگے۔ دوسری عورتوں نے کہا کہ تم درویش ہو کر بیگانی عورتوں کی جانب دیکھتے ہو جبکہ درویشوں کے لئے یہ کسی بھی طرح مناسب نہیں ہے۔ میاں احمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں تو یہ دیکھتا ہوں کہ اس کے پیٹ میں نور الہی کا ایک شعلہ بھڑک رہا ہے جس کا عکس عرش معلیٰ پر بھی پڑ رہا ہے اور اس شعلہ سے تمام جہاں منور ہو رہا ہے۔

حاجی محمد خان کاتب رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت حافظ ناصر الدین رحمۃ اللہ علیہ سے سنا کہ قبلہ عالم حضرت خواجہ نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ ماجدہ نے بچپن میں قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کو گود میں اٹھایا ہوا تھا اور انہیں ایک معالج کے پاس لے جا رہی تھیں۔ راستہ میں انہیں میاں محمد ماہ رحمۃ اللہ علیہ ملے تو انہوں نے ان سے پوچھا کہ اس بچے کو کہاں لے جا رہی ہو؟ انہوں نے کہا کہ یہ بیمار ہے میں اسے معالج کے پاس لے جا رہی ہوں۔ انہوں نے فرمایا کہ تم اس بچے کو گھر لے جاؤ یہ لڑکا اہل مشرق و مغرب کا معالج ہے اس کو کسی علاج کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

حضرت خواجہ نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ محمد مسعود مہاروی رحمۃ اللہ علیہ سے قرآن مجید حفظ کیا اور جب سن شعور کو پہنچے تو لاہور تشریف لے گئے جہاں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے دیگر علوم مروجہ کی تعلیم حاصل کی۔ بعد ازاں مزید اعلیٰ تعلیم کے لئے دہلی تشریف لے گئے۔

حضرت خواجہ نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ جن دنوں دہلی میں قیام پذیر تھے ان دنوں حضرت مولانا فخر الدین رحمۃ اللہ علیہ کی دہلی آمد ہوئی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ حضرت مولانا فخر الدین رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دست بیعت کی سعادت حاصل کی۔

حضرت مولانا فخر الدین رحمۃ اللہ علیہ نے علوم باطنیہ میں کمال حاصل کرنے کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ کو خرقہ خلافت سے سرفراز فرمایا۔ حضرت مولانا فخر الدین رحمۃ اللہ علیہ چونتیس برس دہلی میں قیام پذیر رہے اس دوران حضرت خواجہ نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ چھ ماہ اپنے وطن مہار شریف اور چھ ماہ دہلی میں پیرومرشد کی خدمت میں بسر کرتے تھے۔

حضرت خواجہ نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ سے ایک مرتبہ یہ سوال کیا گیا کہ علماء کفار کی تعظیم نہیں کرتے اور اہل اللہ ہر مومن و کافر کی تعظیم کرتے ہیں حالانکہ شریعت اور حقیقت میں کسی قسم کا کوئی اختلاف نہیں ہے پھر ایسا کیوں ہے؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ علماء کی نظر کفار کے کفر پر ہوتی ہے جبکہ اہل اللہ کی نظر حقیقت پر ہوتی ہے نہ کہ کفر پر۔

حضرت میاں محمد رحمۃ اللہ علیہ ہانسی شریف میں رہتے تھے وہ کبھی کبھار قبلہ عالم حضرت خواجہ نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کے لئے مہار شریف تشریف لاتے تھے۔ ایک مرتبہ حضرت میاں محمد رحمۃ اللہ علیہ پاک پتن میں قیام پذیر ہوئے تو شہر کارمیس آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آیا اور کیمیا کی ترکیب پوچھنے کے لئے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو تنگ کرنے لگا اور کہنے لگا کہ علی الصبح میں تمہیں ایسا مزہ چکھاؤں گا کہ لوگ تم سے عبرت حاصل کریں گے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اللہ جو چاہتا ہے وہی ہوتا ہے اور جو وہ نہیں چاہتا وہ کبھی نہیں ہوتا۔ علی الصبح لڑائی اور قتل و غارت گری شروع ہو گئی اور وہ مارا گیا۔ قبلہ عالم حضرت خواجہ نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ نے جب لڑائی جھگڑے کا سنا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت میاں محمد رحمۃ اللہ علیہ کی خیریت دریافت کرنے کے لئے ایک خادم کو روانہ کیا۔ اس خادم کی ملاقات راستہ میں ہی حضرت میاں محمد رحمۃ اللہ علیہ سے ہوئی تو اس نے ان کی خیریت دریافت کی۔ حضرت میاں محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں خود قبلہ عالم حضرت خواجہ نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس جا رہا ہوں تاکہ سارا واقعہ بیان کر سکوں۔ پھر جب آپ رحمۃ اللہ علیہ قبلہ عالم حضرت خواجہ نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس پہنچے تو کہا کہ حضور! وہ کتے آپس میں ہی لڑتے رہے اور سارا ہنگامہ انہی نے کھڑا کیا ہوا تھا۔

حضرت خواجہ نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ جامع العلوم ظاہری و باطنی تھے۔ ترک و تجرید آپ رحمۃ اللہ علیہ کا شعار تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنا بیشتر وقت ریاضت و مجاہدات میں بسر کرتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ میں تحمل و بردباری کا مادہ بدرجہ اتم موجود تھا۔ حضرت مولانا فخر الدین رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حضرت حافظ شرف الدین رحمۃ اللہ علیہ بیعت کے لئے حاضر ہوئے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت حافظ شرف الدین رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا کہ تم نور محمد (رحمۃ اللہ علیہ) کے دست حق پر بیعت ہو کیونکہ ان کی بیعت حقیقت میں میری ہی بیعت ہے۔

حضرت خواجہ نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ۱۲۰۵ھ کو ہوا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کو مہار شریف میں ہی سپردِ خاک کیا گیا جہاں آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مزار پاک مرجع گاہِ خلاق خاص و عام ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے بے شمار خلفاء تھے جن میں حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی، حضرت حافظ محمد جمال ملتانی، حضرت حافظ شرف الدین، حضرت غلام محمد جیو، حضرت شیخ نور محمد نارووالہ، حضرت مولوی خدا بخش جیو اور حضرت محمد مسعود جیو رحمۃ اللہ علیہ شامل ہیں۔

فرمودات:

- ✽ ہر کام کا دار و مدار ایمان پر ہے اور شفاعت رسول اللہ ﷺ بھی اس کے بغیر ممکن نہیں ہے۔
- ✽ جس شخص کے اخلاق سے انسان خوش ہوں اللہ بھی اس سے خوش ہوتا ہے۔
- ✽ اللہ عز و جل کے سوا کسی سے حاجت طلب نہ کیا کرو۔
- ✽ فقراء کا کام یہ ہے کہ وہ کسی کو نیک کام کہے اور دعا دے۔
- ✽ اللہ عز و جل کے امور کبھی جمال سے اور کبھی جلال سے چلتے ہیں۔



حضرت شاہ عبداللطیف بھٹائی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شاہ عبداللطیف بھٹائی رحمۃ اللہ علیہ کا شمار سندھ کے اکابر اولیاء میں ہوتا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا اسم مبارک ”عبداللطیف“ ہے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد بزرگوار کا نام سید حبیب شاہ رحمۃ اللہ علیہ ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ ۱۶۸۹ء میں ہالہ حویلی میں پیدا ہوئے۔ حضرت شاہ عبداللطیف بھٹائی رحمۃ اللہ علیہ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد بزرگوار سے حاصل کی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ سے والہانہ عشق تھا اور اکثر ان کی مثنوی کا مطالعہ کرتے رہتے تھے۔

حضرت شاہ عبداللطیف بھٹائی رحمۃ اللہ علیہ نے بھٹ شاہ کو رشد و ہدایت کا مسکن بنایا اور قریباً چالیس برس تک تبلیغ اسلام میں مصروف رہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی شاعری نے سندھ میں ایک انقلاب برپا کیا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے اشعار کو دین اسلام کی تبلیغ کا ذریعہ بنایا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی شاعری دین اسلام کے عقائد کی عکاس ہے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے اشعار میں قرآن مجید و احادیث کے حوالہ جات جا بجا دیئے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ عشق حقیقی میں سرشار تھے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے عشق حقیقی کو پانے کا بڑا ذریعہ حضور نبی کریم ﷺ کی ذات بابرکات کو دیا۔

حضرت شاہ عبداللطیف بھٹائی رحمۃ اللہ علیہ کو دین اسلام سے محبت تھی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ دین اسلام کو اخوت کا سرچشمہ کہتے تھے اور فرماتے تھے کہ دین اسلام نے سب کو اتحاد و یگانگت کا درس دیا اور دین اسلام میں پاکیزگی بھی ہے اور سچائی بھی ہے اور دردمندی کے جذبات

بھی اس میں کوٹ کوٹ کر بھرے ہوئے ہیں۔

حضرت شاہ عبدالطیف بھٹائی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام میں تصوف کو بنیادی اہمیت حیثیت حاصل ہے۔ اصل بات جو پرکھنے کے لائق ہے وہ یہ ہے کہ یہ حیثیت روایتی بازگشت ہے یا کہ ایسے محرکات پر مشتمل ہے جو صرف حضرت شاہ عبدالطیف بھٹائی رحمۃ اللہ علیہ ہی کیلئے مخصوص ہے۔ عرفان و مکان کے لحاظ سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی عمر کا بیشتر حصہ سندھ اور اس کے گرد و نواح کے علاقے میں گزرا ہے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی زندگی کے تریسٹھ سال میں تجربات ہی تجربات حاصل کئے ہیں جنہوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کو عامیانہ شاعری سے خالصتاً صوفیانہ رنگ میں تبدیل کیا اور ہر سننے والے کو محو ذوق و شوق عطا کیا۔ چونکہ حضرت شاہ عبدالطیف بھٹائی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک صوفی منش گھرانے میں آنکھ کھولی۔ تصوف پسند ماحول میں پروان چڑھے اور گوشہ نشین عارفوں اور چلتے پھرتے سالکوں کے ہم صحبت رہے۔ حال و قال اور شعر و نغمہ کی محفلوں سے لطف اندوز ہوئے۔ جنگل جنگل، صحرا صحرا، وادی وادی، بستی بستی گھومے اور صحیفہ قدرت کے بکھرے ہوئے اوراق کا عمیق مطالعہ کیا۔ لیکن ان سب عوامل سے بڑھ کر شاہ کی تصوف پسندی میں جو شاعرانہ و حیاتی عمل بنیادی محرک کی حیثیت رکھتا ہے وہ اغلباً ان کا جوانی کا ایک حادثہ عشق ہے اور اس حادثہ عشق کی پہلی شکست اور دوسری فتح کے درمیان اور اس محرومی کی ایذا پسندی، روحانی ماورائیت اور پراسرار تلاش و تجسس کے جو مرحلے درپیش آئے انہی کی خیالی بازگشت سے حضرت شاہ عبدالطیف بھٹائی رحمۃ اللہ علیہ کی شاعرانہ تصوف پسندی عبارت ہے اور وہی خیالی بازگشت نت نئے روپ میں شاہ عبدالطیف بھٹائی رحمۃ اللہ علیہ کے وجدانی کلام کو حقیقی سوز و گداز عطا کرتی ہے۔

حضرت شاہ عبدالطیف بھٹائی رحمۃ اللہ علیہ اپنی لازوال شاعری کے ذریعہ لوگوں کو وحدہ لا شریک سے عشق و قربت کا راستہ دکھلاتے ہیں تاکہ انسان زندگی کی بھول بھلیوں میں بھٹکنے کی بجائے صرف اللہ عز و جل کی مدد اور توفیق سے اس کی راہ پاسکے۔ جب کسی بندے پر اللہ

عزوجل کی توفیق تو وارد ہو جاتی ہے اور اس کے شامل حال ہو جاتی ہے تو اسے تو حید کی وہ نعمت عظمیٰ ملتی ہے جو بندے کو معرفت الہی کے حقیقی اسرار سے روشناس کرواتی ہے اور اس طرح بندہ اس کے احکام کی اتباع اپنے دل و جان سے کرنے لگتا ہے اور پھر اس کی پرواخت میں وہ وقت بھی آ جاتا ہے جب اس کو قرب الہی حاصل ہو جاتا ہے۔

حضرت شاہ عبداللطیف بھٹائی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایسے قرب کے ثمرے میں مشاہدہ کی وہ لازوال قوت حاصل ہوتی ہے کہ جس سے وہ ذات باری تعالیٰ کا حقیقی مشاہدہ کر کے اپنی ذات کو اس کی ہستی کے اندر مدغم کر لیتا ہے اور پھر اس کی تمام تر زندگی صفات الہی کا پرتو بن جاتی ہے۔ جب بندہ اس مقام پر پہنچ جاتا ہے تو وہ اپنے آپ سے غائب ہو جاتا ہے اس پر غیب و حضور کی دونوں حالتیں طاری ہوتی ہیں وہ حاضر بھی ہوتا ہے اور غائب بھی ہوتا ہے اور مرنے سے پہلے مر جاتا ہے جس کو باعتبار نفس مردہ کہا جاتا ہے جبکہ باعتبار روح زندہ ہوتا ہے۔ وہ جہاں نہیں ہے وہاں موجود ہے اور جہاں موجود ہے وہاں موجود نہیں ہوتا۔ اللہ عزوجل کی ذات میں بالذات الہی بھی موجود ہو کر وہ اپنی ذات میں یا اپنی ذات کے اعتبار سے معدوم ہو کر وہ ذات الہی کے ساتھ موجود ہوتا ہے اور اپنی ذات میں بھی موجود ہوتا ہے یعنی پہلے وہ نفس پر موت وارد کرتا ہے

حضرت شاہ عبداللطیف بھٹائی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے کہ ذات و صفات مل کر ایک ہو گئے ہیں۔ طالب و مطلوب کے درمیان حد امتیاز ختم ہو گئی ہے۔ یہ امتیاز صرف کوتاہ بینیوں کیلئے ہے وگرنہ حقیقت کی نظروں سے دیکھا جائے تو خالق اور مخلوق میں ہرگز کوئی دوستی نہیں ہے۔ کسی جگہ وحدت کثرت کے رنگوں میں خود کو آشکارہ کرتی ہے تو کہیں کثرت کے ہنگاموں میں وحدت جلوہ نما ہوتی ہے لیکن ان تمام باتوں کا تعلق ظواہر دیتا ہے کہ جہاں تک حقیقت کی دنیا کا تعلق ہے وہ ہر قسم کی دوئی سے ماورا اور یکتا ہے اس کا حال غیر محدود ہے اور زمانہ اس کا آئینہ جمال ہے اس کا خیال اور فکر ہمہ گیر ہے اور انسان کی روح میں بھی اس کے

حسن بے مثال کا پرتو ہے۔ کائنات کے حسن کو بھی اس نے متعین کیا ہے اور وہ خود ہی کائنات کا مطلوب ہے اور وہ خود ہی آغاز ہے اور خود ہی انجام ہے۔

حضرت شاہ عبدالطیف بھٹائی رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۱۶۵ھ بمطابق ۱۷۵۲ء کو اس جہان فانی سے کوچ فرمایا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مزار پاک بھٹ میں واقع ہے اور مرجع گاہ خلایق خاص و عام ہے۔

فرمودات:

- ✽ اگر محبوب سے سچی محبت رکھتے ہو تو پہلے چور کے اطوار سیکھو جس کا کام ہی رات بھر جاگنا اور نیند کے سکھ سے دور بھاگنا ہے۔
- ✽ جس نے اپنی ہستی کو پہچان لیا اس نے دوسروں پر فوقیت پالی۔
- ✽ جو شخص عشق کو اپنا راہ نما اور ضابطہ اخلاق بنا لے وہی کامیاب و کامران ہے۔
- ✽ جب بندہ بے راہ رو ہو جائے تو اس پر عذاب مسلط ہو جاتا ہے تو جس سے نجات پانا بے حد مشکل ہوتا ہے۔
- ✽ موت کو ہمیشہ اپنے تکیے کے نیچے جانو اور امید رکھ کر چھوٹے چھوٹے گناہوں سے گریز کرو تو ذلت و خواری سے محفوظ رہو گے۔
- ✽ تمنا عشق انہی کو زیب دیتی ہے جو تھیلی پر اپنا سراٹھائے پھرتے ہیں۔
- ✽ جب محبوب چارہ ساز بن جائے تو دل کا ہر آزار ختم ہو جاتا ہے۔



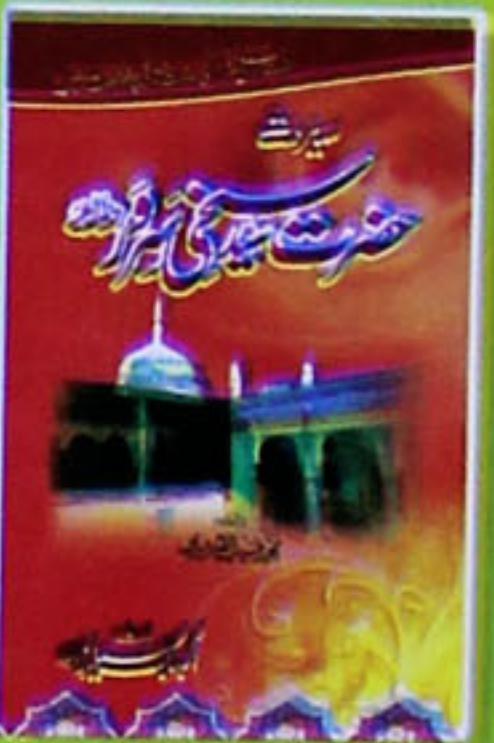
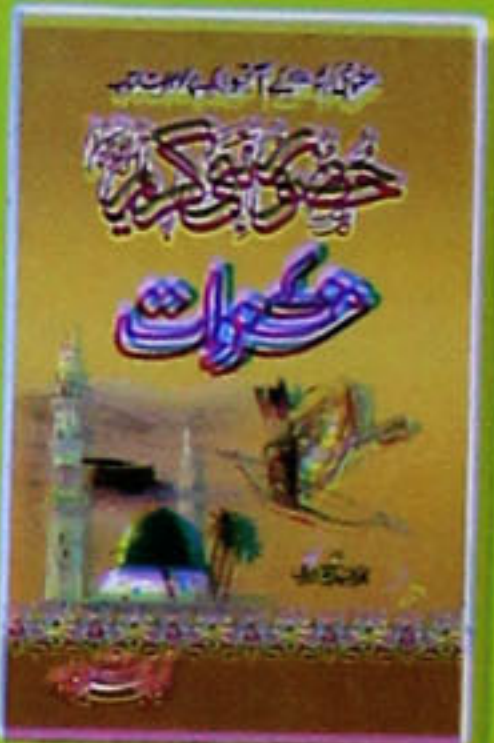
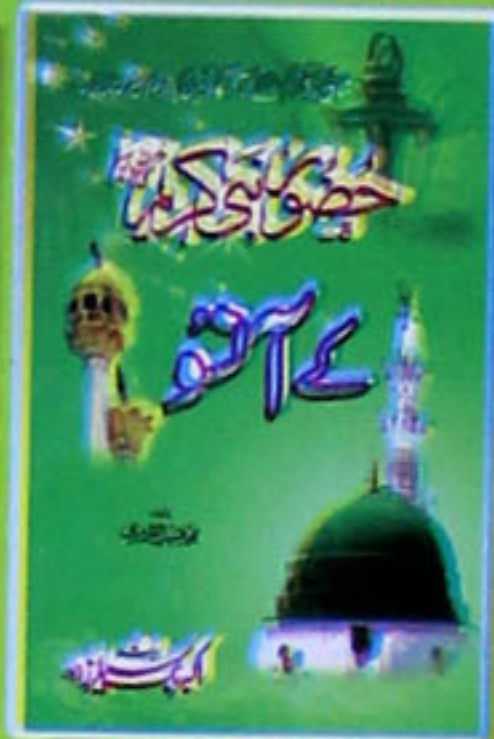
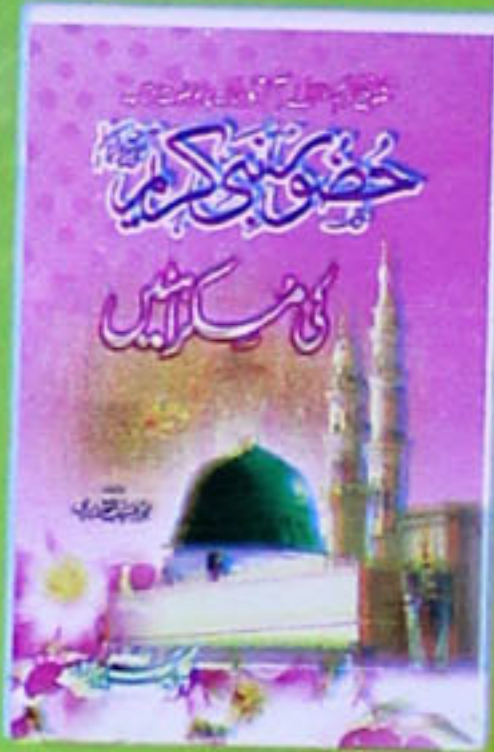
بخش لکھنے والیاں جملیاں نوں
 پڑھن والیاں کریں عطا سائیں
 سنن والیاں نوں بخش خوشی دولت
 رکھیں ذوق تے شوق دا چا سائیں
 رکھیں شرم حیا توں جملیاں دا
 مٹی مٹھ ہی دین لنگھا سائیں
 وارث شاہ تمامیاں مومنناں نوں
 دین دین ایمان لقا سائیں

کتابیات

- ۱- کشف المحجوب از سید علی بن عثمان الہجویری الجلابی رحمۃ اللہ علیہ
- ۲- مکاشفۃ القلوب از امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ
- ۳- قصص الاولیاء از محمد حسیب قادری
- ۴- شرح قصیدہ بردہ شریف از ابوالکاشف قادری رحمۃ اللہ علیہ
- ۵- شرح ابیات باہواز ابوالکاشف قادری رحمۃ اللہ علیہ
- ۶- تذکرہ اولیائے پاکستان از عالم فقیری
- ۷- یادگار وارث از پروفیسر ضیاء محمد
- ۸- ہیر وارث شاہ مترجم ابوالحسن قادری
- ۹- اقوال اولیاء از علامہ فقیر محمد جاوید قادری رحمۃ اللہ علیہ
- ۱۰- کیفیات از محمد زکی کیفی



ہماری چند دیگر مطبوعات



اکبر پبلشرز

Ph: 042 - 37352022 نیشنل سٹیٹس ۴۰ اردو بازار لاہور

